

مرکز علم و حکمت و عرفان
ہے بریلی بھی اور کچھوچھو بھی

امام احمد رضا محدث دہلوی

اور

فخر سادات ائید محمدی کچھوچھوی

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

رضا اکیڈمی راجسٹرڈ لاهور

(پاکستان)

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اور

فخر سادات سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

سید صابر حسین شاہ، بخاری قادری

رضا ان کے دیدنی، رجسٹرڈ، لاہور

مکتبہ
فیضیہ کتب
میشم عباس قادری رضوی

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۶

نام کتاب : امام احمد رضا اور سید محمد کچھوچھوی
 تصنیف : سید صاحب حسین شاہ بخاری
 ناشر : رضا اکیڈمی
 مطبع : احمد تہار آرٹ پریس موہنی روڈ۔ لاہور
 قیمت : ۱۰ روپے

عطیات بھیجنے کے لیے رضا اکیڈمی

اکاؤنٹ نمبر ۳۸/۹۳۸، حبیب بینک - دکن پورہ براجنگ ۰ لاہور

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات ۱۰ روپے
 کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

میلنے کا پتہ

رضا اکیڈمی رجسٹرڈ مسجد رضا محبوب روڈ۔ چاہ میراں، لاہور پاکستان

کوڈ نمبر ۵۳۹۰۰ فون نمبر ۷۵۰۳۳۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 کتاب نمبر :
ذخیرہ کتب
 میثم عباس قادری رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن ترتیب



انتساب

ملفوظات تقدیم

تقریظ جمیل

کلمہ آغاز

شیر و شکر

بشارات عظمیٰ

والدین کریمین

ولادت

اسمائ گرامی

تعلیم و تربیت

بریلی شریف کی طرف محدث کچھوچھوی کی کشش

پیرو مرشد کا فخر و ناز

طرز ادا میں مماثلت

نعت گوئی

انعامات نعت

ترجمہ قرآن پاک

دو قومی نظریہ

ناموس مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی

سفر آخرت

قطععات وصال

مآخذ و مراجع

قطعہ تحریر و طباعت مقالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بنام

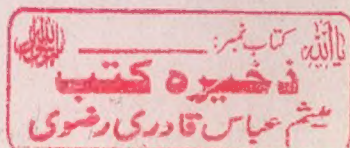
محبوب ربانی شبیہ غوث اعظم جیلانی مرد حقانی شیخ المشائخ قطب
العارفین سراج سالکین حاج الحرمین اعلیٰ حضرت سید ابوالاحمد شاہ
علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں

اے نظر کردہ و پروردہ سہ محبوباں

خاکپائے اولیاء

سید صابر حسین شاہ بخاری



ملفوظات تقدیم

رشحات قلم

فاضل جلیل عالم نبیل علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ
نظامیہ رضویہ لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی و نسلہ علی رسولہ الکریم و علی آلہ و
اصحابہ اجمعین

قیام پاکستان مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا عظیم انعام تھا۔ اسلام کے نام پر
قائم ہونیوالی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے قیام نے پوری دنیا کو حیرت میں
ڈال دیا تمام قوم اس مطالبے پر متفق ہو گئی تھی کہ مسلمانوں کے لیے الگ ایک
خطہ زمین متعین کیا جائے جہاں قانون اسلام کی حکمرانی ہو اور مسلمان آزادانہ خدا
اور رسول ﷺ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ افسوس (50) سال
کا عرصہ گزرنے کے باوجود آج تک اسلامائزیشن کا سلسلہ مکمل نہ ہو سکا۔ ہمارا
مشرقی پاکستان کٹ گیا مگر ہمیں احساس نہ ہو سکا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا بڑا سبب
یہ ہے کہ ہم نے اس سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا۔ اس سے بڑا کفرانِ نعمت کیا
ہوگا؟ کہ ہم مملکتِ خدا داد پاکستان میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں سے مستفید ہو
رہے ہیں۔ اور اس سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کے لیے تیار نہیں بلکہ
بعض عاقبت نااندیش تو پاکستان کے توڑنے کی باتیں کر رہے اور بعض لوگ
غیر اسلامی نظام نافذ کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ
کے بعد امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ وہ نمایاں ترین شخصیت ہیں۔ جنہوں نے
علی الاعلان دو قومی نظریے کا پرچار کیا اور قیام پاکستان کا راستہ ہموار کیا۔ یہی وہ

راستہ تھا کہ جس کی طرف علامہ اقبال نے رہنمائی کی اور قائد اعظم نے اسی پر چل کر پاکستان کی منزل حاصل کی۔

تحریک پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے میں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ہم مسلک علماء اور مشائخ اہلسنت نے بڑا کردار ادا کیا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس اہل سنت و جماعت کی وہ نمائندہ جماعت تھی جس نے اپنی تمام تر توانائی تحریک پاکستان کی حمایت کے لیے صرف کر دی 1946ء میں منعقد ہونے والی سنی کانفرنس بنارس کا اجلاس تو اس تحریک کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس جماعت کے سرپرست امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ اور محدث اعظم ہند مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ تھے اور اس کے روح رواں صدر الافاضل مولانا علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تھے۔ ہمارے بعض احباب شکایت کرتے ہیں کہ تاریخی اور نصابی کتابوں میں ملت اسلامیہ کے ان محسنوں کی دینی ملی اور پاکستان کے لیے کی جانے والی خدمات کو ان کے شایان پیش نہیں کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ کام خود ہمارے کرنے کا تھا یاد رکھیے جو قوم اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتی اسے دوسروں سے شکایت کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ پاک و ہند کے عظیم محدث ساحر البیان خطیب علمی روحانی اور سیاسی قائد تھے۔ افسوس کہ پاک و ہند میں ان کے شایان شان تعارف نہیں کرایا جاسکا۔ 1988ء میں رضا اکیڈمی لاہور نے مولانا محمد اعظم نورانی کا مقالہ ”محدث اعظم ہند کچھوچھوی اور تحریک پاکستان“ شائع کیا اور اس کے بعد ماہنامہ آستانہ کراچی نے دو حصوں پر مشتمل محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نمبر شائع کیا۔ حضرت ڈاکٹر محمد مظاہر اشرف کچھوچھوی جیلانی مدظلہ العالی نے کراچی لاہور اور پشاور میں محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اور اب رضا اکیڈمی لاہور کی طرف سے جناب محترم سید صابر حسین شاہ بخاری قادری کا مقالہ ”امام احمد رضا محدث بریلوی اور سید محمد محدث کچھوچھوی“ شائع کیا جا رہا ہے۔ الحمد للہ! یہ اچھی پیش رفت ہے۔

سید صاحب نے یہ مقالہ ماہنامہ آستانہ کراچی کے لیے لکھا اور محدث اعظم نمبر کے دوسرے حصے میں شائع ہوا قارئین نے اسے پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا سید صاحب نے اس پر نظر ثانی کی اور کئی مفید اضافے کئے، بعض حلقوں میں یہ تاثر پایا جاتا تھا کہ حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے بریلی شریف میں صرف فتویٰ نویسی کی تربیت لی تھی انہیں امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ سے اجازت و خلافت حاصل نہیں تھی جناب سید صابر حسین شاہ بخاری نے پیش نظر مقالہ میں مستند حوالوں سے ثابت کیا ہے۔ کہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ سے صرف محدث اعظم ہند ہی کو نہیں بلکہ ان کے ماموں اور پیر و مرشد کو بھی نسبت تلمذ اور خلافت حاصل تھی۔ نیز محدث اعظم کے نانا اعلیٰ حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی اشرفی علیہ الرحمۃ اور امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے درمیان بہت گہرے دوستانہ اور محبانہ مراسم تھے۔ سید صاحب نے اپنے مقالہ میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ صرف شاگرد اور خلیفہ ہی نہیں بلکہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے عقائد و نظریات کے ترجمان اور مضبوط ترین وکیل بھی تھے۔ اسی لئے آپ کے صاحبزادوں نے ماہنامہ المیزان بمبئی کا چھ سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل امام احمد رضا نمبر نکالا جس سے زیادہ ضخیم اور وسیع نمبر نہ تو اس سے پہلے شائع ہوا اور نہ ہی بعد میں شائع کیا جاسکا۔

کچھ صاحب مقالہ کے بارے میں:-

جناب محترم سید صابر حسین شاہ بخاری دامت برکاتہ کا نسبی تعلق بخاری سادات کرام سے ہے۔ آپ کے آباء و اجداد اوج شریف سے منتقل ہو کر انک میں مقیم ہو گئے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید مسکین شاہ مدظلہ العالی اور جد امجد کا نام سید غلام نبی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ہے۔ سید صاحب 20 فروری 1966ء کو بہان شریف ضلع انک میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر میں ہی حاصل کی مولانا شوکت حیات اور مولانا سید نور حسین شاہ سے بھی اکتساب فیض کیا۔ پرائمری تک

گورنمنٹ پرائمری سکول کچہ (حسن ابدال) میں پڑھا۔ 1985ء میں گورنمنٹ ہائی سکول حسن ابدال سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ 1993ء سے گورنمنٹ ایلمینٹری سکول برہان شریف (انک) میں تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں امیر دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی سے بیعت ہیں۔

سید صاحب رابع العقیدہ سنی حنفی بریلوی ہیں اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز سے عشق کی حد تک عقیدت و محبت رکھتے ہیں اس کا اندازہ ان کے لکھے ہوئے مقالات کی فہرست سے لگایا جاسکتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب کہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصانیف اور نعتیہ کلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت کا درس دیا ہے جو کہ جان ایمان ہے۔

سید صاحب کو بچپن ہی سے علم و ادب سے لگاؤ رہا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ گھر سے سودا سلف خریدنے کے لیے نکلتے ہیں تو کتابوں کا بنڈل خرید کر گھر آ جاتے ہیں ان کی تنخواہ کا اکثر حصہ کتابوں کی خرید اور خط و کتابت کی نذر ہو جاتا ہے علمی مراکز سے دور ہونے کے باوجود برہان شریف (انک) میں ادارہ فروغ افکار رضا اور امام اہل سنت لائبریری قائم کر کے تحقیق و تصنیف اور محبت کی شمع روشن کر رکھی ہے۔ کاش کہ ہمارے اصحاب علم اور ارباب ثروت ان سے سبق سیکھیں اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دیں۔ جناب سید صابر حسین شاہ بخاری ایک درجن مقالات لکھ چکے ہیں اور تقریباً "اتنے ہی زیر قلم ہیں۔ آپ بھی ان کے مقالات کی فہرست ملاحظہ فرمائیں۔

- 1- امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان۔ مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔
- 2- امام احمد رضا محدث بریلوی کی بارگاہ میں طارق سلطانپوری کا خراج عقیدت۔ مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۔

3- سلام رضا پر طارق رضا کی تضمین ثانی۔ غیر مطبوعہ۔

4- حدائق بخشش خزانہ اسرار نعت۔ غیر مطبوعہ۔

- 5- امام احمد رضا محدث بریلوی مخالفین کی نظر میں۔ غیر مطبوعہ۔
- 6- امام احمد رضا محدث بریلوی کا ملین کی نگاہ میں۔ غیر مطبوعہ۔
- 7- امام احمد رضا محدث بریلوی اور احترام سادات۔ غیر مطبوعہ۔
- 8- امام احمد رضا کے رفیق خاص علامہ وصی احمد محدث سورتی۔ غیر مطبوعہ۔
- 9- رضا بزبان طارق رضا۔ غیر مطبوعہ۔
- 10- اقلیم نعت کا بادشاہ امام احمد رضا۔ غیر مطبوعہ۔
- 11- امام احمد رضا محدث بریلوی اور انجمن نعمانیہ۔ غیر مطبوعہ۔
- 12- امام احمد رضا محدث بریلوی اور سید محمد محدث کچھوچھوی۔ (پیش نظر مقالہ) زیر تدوین مقالات۔
- 13- تقاریظ امام احمد رضا
- 14- سلطان باہو، امام احمد رضا اور اقبال
- 15- پنجاب میں آفتاب بریلی کی ضیاء باریاں
- 16- پردہ اٹھ گیا
- 17- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور امام احمد رضا محدث بریلوی
- 18- امام احمد رضا بریلوی، فتنوں کے تعاقب میں
- 19- سراج الامتہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام احمد رضا محدث بریلوی
- 20- امام احمد رضا بریلوی کے محبوب صوفیہ
- 21- امام احمد رضا بارگاہ رسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں
- 22- امام احمد رضا بارگاہ غوث اعظم میں
- 23- امام احمد رضا محدث بریلوی اور قاضی محمد صدر الدین ہزاروی
- 24- حجتہ الاسلام علامہ حامد رضا اور ان کے خلفاء _____ وغیرہ (یہ معلومات خود سید صاحب نے فراہم کئے)۔

اللہ تعالیٰ جناب سید صابر حسین شاہ بخاری کے علم و قلم میں برکتیں عطا فرمائے اور انہیں توفیق دے کہ تحقیق و تصنیف کا عمل جاری رکھیں۔ نیز اراکین رضا اکیڈمی لاہور کو ذات و ہلیات سے اپنی حفاظت میں رکھے تاکہ فکر رضا کی اشاعت کو آگے بڑھاتے رہیں۔ 13 دسمبر 1996ء محمد عبدالحکیم شرف قادری

تقریظ جمیل

از تاجدار معرفت بدر اشرفیت پیر طریقت امیر حلقہ اشرفیہ پاکستان
جناب ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عزیز القدر محترم جناب سید صابر حسین بخاری زید مجدہ لکھنے والوں میں بڑے
زود نویس ہیں موصوف نے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اور سید محدث کچھو
چھوی علیہ الرحمۃ کے نام سے مقالہ قلم بند فرمایا۔ ماہنامہ آستانہ محدث اعظم نمبر 2
میں شائع ہو چکا ہے۔ جو اپنی افادیت کے باعث قابل مطالعہ ہے۔ عزیز موصوف
کے اس مقالہ کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اسے ”مقالات اشرفیہ“ میں بھی شامل کیا
گیا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ رضا اکیڈمی لاہور اسے نہایت اہتمام سے کتابی
شکل میں شائع کر رہی ہے یہ ایک نہایت احسن قدم ہے۔

اللہ کریم کی بارگاہ اقدس میں دعا ہے کہ سید صابر حسین بخاری صاحب کی
انمول فکر بے مثال قلم کو جولانیاں عطا فرمائے اور اکابر اسلام کے احوال ہمیشہ قلم
کو موضوع بناتے رہیں۔ آمین

فقط

فقیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمہ آغاز

مرے فکر و نظر کے زاویے دونوں پہ منج ہیں
مرے عشق و جنوں کے کارواں کے رہنما دونوں
وفا کی دو تئیں تقسیم کی دونوں نے دنیا میں
اک اک طوفان میں ثابت قدم تھے بر ملا دونوں
(غلام مصطفیٰ مجددی)

دنیاۓ علم و ادب میں کچھوچھ شریف اور بریلی شریف کی سر زمین کو جو
مقبولیت حاصل ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے۔ یہ دونوں خطے علم و فضل اور
شعروادب میں تو معروف ہی ہیں لیکن فروغ عشق مصطفیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اعتبار سے یہ خطے نہایت ہی ذرخیز ثابت ہوئے ہیں۔ ان دونوں خطوں میں گلستان
عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے مہکتے ہوئے پھول کھلے کہ بہار
آگئی۔

کچھوچھ شریف اور بریلی شریف کے اکابر علماء و مشائخ ہمیشہ ایک ہی عقیدہ و
مسلك کے رہے ہیں۔ دونوں کی اعتقادی، فکری اور روحانی ہم آہنگی سے اہل علم
بخوبی آگاہ ہوں گے۔ سادات کچھوچھ کے گل سرسید حضرت مولانا سید محمد محدث
اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمۃ اور کشتہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام احمد
رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ بھی ”راہ و رسم منزل ہا“ ہی کے راہی ثابت ہوئے
ہیں۔ دونوں میں گہری فکری اور اعتقادی ہم آہنگی اور مماثلت پائی جاتی ہے۔ ہمیشہ
دونوں آپس میں ”شیر و شکر“ اور ”مہر و وفا“ بن کے رہے۔ راقم یہاں ان دونوں
عظیم المرتبت شخصیات کی نسبتوں کی چند ہماریں پیش کرنے کی سعادت سے بہرہ ور
ہو رہا ہے۔ مگر قبول اقتداز ہے عز و شرف

شیر و شکر:-

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کو خاندان اشرفہ کچھوچھہ شریف سے بے انتہا محبت تھی اور صحیح النسب ہونے کی وجہ سے اس خاندان کے ہر فرد کا بہت ہی زیادہ احترام فرماتے تھے۔ پھر شیخ المشائخ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں حضرت سیدنا شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی۔ آپ کے بعد حضرت آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ نے کسی کو خلافت نہیں دی اور اشرفی میاں علیہ الرحمۃ ان کے خاتم الخلفاء کہلائے۔ گویا آپ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے پیر بھائی بھی ہیں۔ حضرت شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ سے اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کی بیعت و خلافت کا ایمان افروز واقعہ ملا خطہ فرمائیں۔

صحائف اشرفی اور بشیر القاری میں یہ واقعہ ہمیں ملتا ہے کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کو جب اپنے پیرومرشد کی نامسازی طبع کا علم ہوا تو آپ بغرض مزاج پر سی مارہرہ شریف حاضر ہوئے۔ حضرت آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت سے فرمایا کہ سرکار غوث پاک علیہ الرحمۃ کی امانت میرے پاس ہے جسے اولاد غوث الاعظم علیہ الرحمۃ میں مولانا سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کو سونپی ہے۔ اور وہ اس وقت محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے آستانے پر ہیں۔ آپ سے ان کی ملاقات محراب مسجد میں ہوگی۔ چنانچہ امام اہل سنت مرشد کے حکم پر دہلی تشریف لائے اور آستانہ محبوب الہی پر حاضری دی۔ پھر مسجد میں تشریف لائے تو واقعی پیرومرشد کی نشاندہی کے بموجب اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کو محراب مسجد میں پایا اور فی البدیہہ فرمایا۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسنِ خوباں

اے نظر کردہ پروردہ سے محبوں

حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمۃ نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت و خلافت بخشی اور فرمایا کہ جس کا حق تھا اس تک یہ امانت پہنچا دی اور آپ کو نسیبہ غوث الاعظم علیہ الرحمۃ فرمایا۔ (1)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے بھی آپ کے بارے میں اعلان فرما دیا تھا۔

جس نے غوث پاک قدس سرہ کو نہ دیکھا ہو وہ

ہم شکل غوث الاعظم (قدس سرہ) کو دیکھے۔ (2)

شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین کچھوچھوی علیہ الرحمۃ اور امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی آپس میں محبت و عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جہاں بھی ملتے ایک دوسرے کے لیے قیام فرماتے۔ دست بوسی بلکہ قدم بوسی میں سبقت کرتے احترام بین لاکابر کا حسین منظر سامنے ہوتا۔ (3)

شیخ المشائخ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ اکثر و بیشتر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ سے ملاقات کے لئے بریلی شریف تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک دوسرے کی دست بوسی فرماتے ایک بار حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ بریلی شریف تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو اپنی مسند پر بھی بٹھایا۔ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمۃ جب ٹرین سے سفر فرماتے اور ٹرین اگر بریلی شریف سے گذرتی ہوئی جاتی تو حضور اشرفی میاں علیہ الرحمۃ ٹرین میں کھڑے ہو جاتے رفقاء پوچھتے حضور کیوں کھڑے ہوئے تو فرماتے قطب الارشاد مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ اپنی مسند پر اس ”آل رسول“ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں نائب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا۔ (4)

مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

میرے والد ماجد (شاہ محمد حبیب اللہ قادری علیہ الرحمۃ) فرماتے تھے کہ امام احمد رضا

بریلوی (علیہ الرحمۃ) اور شیخ انشراح حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کو بوقت ملاقات ایک دوسرے کی قدم بوسی فرماتے دیکھا۔ (5)

حضرت مولانا تقدس علی خاں علیہ الرحمۃ شیخ الحدیث پیر گوٹھ جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اعلیٰ حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک نورانی شخصیت اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) کی مسند پر رونق افروز ہیں اور خود اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ دوسری جگہ عقیدت مندوں 'شاگردوں کی جگہ ادب و احترام سے تشریف فرما ہیں ' یہ منظر دیکھ کر مجھے بے حد حیرت ہوئی کہ یہ کون شخصیت ہے کہ جن کو اعلیٰ حضرت بریلوی (علیہ الرحمۃ) نے اپنی مسند پر بٹھایا ہے۔

اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ ' نے مجھے فرمایا "انہیں تعظیم دو" یہ حضور غوث الاعظم (قدس سرہ ' العزیز) کے نور نظر حضرت سید علی حسین شاہ صاحب عرف اشرفی میاں سجادہ نشین کچھوچھوی شریف (علیہ الرحمۃ) ہیں" (6) پیر طریقت ڈاکٹر محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:-

"اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے مولانا نعیم الدین (مراد آبادی) کو بیعت کر کے اشرفی بنا دیا اور پھر حضرت صدر الافاضل کو سلسلہ چشتیہ قادریہ اشرفیہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ جب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حضرت صدر الافاضل کو خلافت دینا چاہی تو آپ نے پہلے فرمایا کہ میرے شیخ کی خلافت میرے پاس موجود ہے۔ مجھے پھر کسی خلافت کی ضرورت نہیں۔ جب اس واقعہ کا علم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کو ہوا تو فرمایا۔ فرزند اس تبرک کے لئے انکار کیوں کرتے ہو ' چنانچہ پھر آپ نے مرشد کامل کے کہنے پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خلافت قبول فرمائی۔ ملخصاً"۔ (7)

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمۃ اپنے جمیع مریدان اور محبان خاندان اشرفیہ کو یوں نصیحت فرماتے ہیں:-

1- فرتمہ گاندھویہ کی رفاقت اور ان کا ساتھ دینا جائز نہیں ہے۔ اور مولانا احمد رضا

خاں صاحب عالم اہل سنت کے فتوؤں پر عمل کرنا واجب ہے کافروں کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں ہے۔

2۔ اس فقیر کو مولانا احمد رضا خاں صاحب ربیوی رحمۃ اللہ سے ایک خاص رابطہ خصوصیت ہے۔ یعنی حضرت مولانا سیہ تہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ مولانا کے پیر نے مجھ کو اپنی طرف سے خلافت عطا فرمائی ہے۔ مولانا بریلوی اور اس فقیر کا مسلک ایک ہے ان کے فتوے پر میں اور میرے مریدان عمل کرتے ہیں۔ ملخصاً" (8)

مولانا محمد صابر نسیم بستوی مدظلہ لکھتے ہیں۔

حضرت سیدنا شیخ المشائخ مولانا علی حسین صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمۃ اپنے مریدین سے فرمایا کرتے تھے۔ میرا مسلک شریعت و طریقت میں وہی ہے جو حضور پر نور اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ لہذا میرے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لیے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تصانیف ضرور زیر مطالعہ رکھو۔ (9)

مارچ 1925ء کو مراد آباد کی سنی کانفرنس کے موقع پر حضرت اشرفی میاں

علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

"سرزمین بریلی پر ایک حق گو حق پرست اور حق شناس ہستی تھی جس نے بلاخوف لومتہ لائم اعلان حق کے لیے میدان جہاد میں قدم رکھ دیا اور قوم کے تفرقوں سے بے پرواہ ہو کر اپنی اس شان امامت و تجدید کو عرب و عجم پر روشن کر دیا۔ جس کی عظمت کے سامنے اعدائے دین کے کلیجے تھراتے رہے ہیں۔ میرا اشارہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد المائتہ حاضرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ہے۔ جن کے فراق نے میرے بازو کو کمزور کر دیا اور مسلمانوں کو جن کی وفات نے بے کس و ناتوان کر دیا۔ (10)

اگرچہ خطیب الامت مولانا سید احمد اشرف جیلانی علیہ الرحمۃ کو اپنے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت شاہ علی حسین اشرفی علیہ الرحمۃ سے بیعت و خلافت حاصل تھی اور عالم ربیاء میں سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

آپ کی دستار بندی فرمادی تھی۔ لیکن آپ کا شمار اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے ممتاز خلفاء و تلامذہ میں بھی ہوتا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی زندگی میں پچاس خلفاء کی ایک فہرست جاری فرمائی۔ چوتھے نمبر پر آپ کا اسم گرام یوں درج کیا گیا تھا۔

”جناب مولانا الحاج الشاہ مولوی ابوالحمود احمد اشرف صاحب، درگاہ شریف کچھوچھا ضلع فیض آباد (وارث سجادہ) عالم فاضل واعظ خوش بیان تلمیذ اعلیٰ حضرت حامی سنت“ (11)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے ذکر احباب و دعا احباب (مشمولہ الاستمداد علی اجدال الارتداد) میں بھی آپ کا ذکر خیر یوں فرمایا۔

احمد و اشرف محمد شرف لے
اس سے ذلت پاتے یہ ہیں (12)

مولانا سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ نہایت ہی شیریں زبان مترنم سخن اور خوش گلو تھے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ آپ کو خاص طور پر بریلی شریف بلوا کر اپنی روحانی اور نورانی محافل کی رونق میں اضافہ فرماتے اور جب مولانا اشرفی تقریر فرماتے اور جتنی دیر تقریر فرماتے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اتنی دیر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر تقریر سماعت فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کے وعظ کے دوران مجھے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں کھل کر حاضری نصیب ہوتی ہے اور یہ میرے بس سے باہر ہے کہ میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بے ادب رہوں یعنی بیٹھا رہوں۔ مزید فرماتے تھے کہ حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ صحیح النسب آل رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

مولانا سید احمد اشرف اشرفی علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے بے مثل اور معروف قصیدہ معراجیہ کو بے مثل مترنم عطا فرما دیا تھا۔ عاشق رسول آل رسول اور پھر معراج رسول کا بیان جب ترنم ریز ہوتے تو سامعین پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی پھر آپ قصیدہ معراجیہ کے بہترین شارح بھی تھے۔ امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ اکثر و بیشتر آپ کی زبان سے اپنا قصیدہ معراجیہ سنا کرتے اور مخطوط ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا حضرت قصیدہ مبارکہ اپنے سحر آگیز ترنم میں سنا رہے تھے۔ محدث بریلوی علیہ الرحمۃ پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور عالم بے خودی میں زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے۔

”شہزادے نہ ایسا پڑھنے والا پیدا ہو گا نہ ایسا لکھنے والا پیدا ہو گا۔“ (14)

مولانا سید احمد اشرف الاشرفی علیہ الرحمۃ نے اپنے صاحبزادہ ذی شان کا نام بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے رکھوایا۔ 1333ھ میں بریلی شریف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ حضور آپ کے پوتے کی ولادت ہوئی ہے۔ حدیث پاک میں ”محمد“ نام کی فضیلت آئی یوں اس کا نام ”محمد“ رکھ دیا ہے۔ حضور کوئی تاریخی نام رکھ دیں اور دعا فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا ان کے نانا جان مختار کون و مکان بھی تو ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و لہذا فقیر اس بچہ کا نام ”محمد مختار“ رکھتا ہے دیکھئے شاید سن ولادت ہو گیا۔ جب اعداد کا شمار کیا تو پورے 1333ھ ہوئے اور یہی سن ولادت تھا۔ ایک سیکینڈ کے بعد فوراً اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا حضرت مخدوم اشرف جمائیکر سمنانی قدس سرہ الربانی سے اس خاندان کو نسبت ہے۔ اس بناء پر آپ کا نام ”احمد اشرف“ ہے۔ لہذا فقیر ”محمد مختار“ میں اشرف کا اور اضافہ کرتا ہے۔ اب اس نام میں یہ خوبی پیدا ہو گئی کہ محمد مختار سے سن ہجری نکلے گا اور ”محمد مختار اشرف“ سے سن عیسوی نکلے گا۔ (1914ء) خدا مبارک کرے۔ علم نافع عمل صالح عطا فرمائے اور آپ کا سچا جانشین بنائے۔ بعد میں جب ”محمد مختار اشرف“ کے اعداد نکالے گئے تو پورے 1914ء ہی نکلے۔ اور پھر یہی صاحبزادے اپنے والد بزرگوار قبلہ مولانا سید احمد اشرف الاشرفی علیہ الرحمۃ کے صحیح جانشین ثابت ہوئے۔ (15)

مخدوم سید محمد مختار اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ہی سے دورہ حدیث مکمل کر کے دستار فضیلت زیب سر کی۔ آپ بھی اپنے والد گرامی مولانا سید احمد اشرف اشرفی علیہ الرحمۃ کی طرح امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ سے بہت زیادہ محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ چنانچہ 1991ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان کے زیر اہتمام ہونے والی امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس منعقدہ کراچی کے موقع پر بطور مہمان خصوصی تشریف لا کر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

”کوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاروب کش درگاہ غوثیہ کے سگ مستانہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدیل روشن کرنے والے اور محبت و عقیدت غوثیہ کی تحریک کے مجدد امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ اس صدی کے وہ تبحر عالم و قیہ ہیں کہ جن کی فقاہت کے سامنے برصغیر کے دانشوران و علماء منصف حیرت میں ہیں۔ بلکہ فخر بھی محسوس کرتے ہیں وہ علوم قدیمہ دینیہ کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ کے بھی ایک ماہر عالم تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو مذہبی، ملی، فکری اور سیاسی طور پر بیدار کرنے اور اللہ والوں کے سپاہی اور مجاہدین بنانے کے لیے زندگی بھر جلاسل و قلمی کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی فکر، علمی اور دینی دولت سے ہم سب کو متمتع فرمائے۔ (16) امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی طرح ان کی اولاد سے بھی آپ بے انتہا لگاؤ رکھتے تھے۔ چنانچہ 1991ء میں جب آپ کراچی تشریف لائے تو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان کے نائب سیکرٹری مولانا اقبال اختر القادری نے جب اپنے پیرو مرشد علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف سے متعلق خیرت دریافت کی تو بڑی محبت سے ارشاد فرمایا۔

”حضور قبلہ ازہری میاں بالکل خیریت سے ہیں اعلیٰ حضرت کی طرح وہ ہمارے لئے لائق احترام ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔“ (17)

علامہ محمد نشاۃ الہیاء قسوری مدظلہ اپنے ایک مضمون میں سلوات اشرفیہ سے خانولہ رضویہ کی عقیدت و محبت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

ایک بار حضرت حجتہ الاسلام (علیہ الرحمۃ) جنہیں اعلیٰ حضرت اشرفیہ میاں (علیہ الرحمۃ) نے خلاف و اجازت سے بھی نوازا تھا، ان کا کچھو کچھ شریف جانا ہوا، آپ کے لیے سلوات اشرفیہ نے آرام و سکون کے لیے الگ کمرہ کا اہتمام فرمایا اور خدمت کے لیے حضرت صاحبزادہ سید شہ مجتبیٰ اشرف کو مقرر کیا حضرت حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی گجراتی (علیہ الرحمۃ) جو ان دنوں مدرسہ جامعہ اشرف میں صدر المدرسین کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے تھے، فرماتے ہیں ”حضرت صاحبزادہ کو میں نے خصوصی طور پر خدمت میں مستعد رہنے کی تاکید کی“ صاحبزادہ صاحب کا اس وقت معمولی سا لباس تھا جب وہ حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب (علیہ الرحمۃ) کو وضو کرانے لگے تو آپ نے فرمایا آپ شاہزادے ہیں، آپ سے خدمت لینا درست نہیں، حالانکہ تعارف ہمیں، کسی نے بتایا نہیں لیکن دل کی نیاز مندی نے انوار نور نبوت سے دیکھ لیا یہ شاہزادے ہیں، ذریعہ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ نسبت سلوات کا یہ لحاظ، خاندانی رضویہ کے رگ ریشے میں سرایت کر چکا تھا وہ سلوات کی قربت خوشبو سے ہی محسوس فرمائی تھی۔

چنانچہ جب حضرت مفتی اعظم ہند (علیہ الرحمۃ) مرض الموت میں مبتلا تھے، معتقدین و مریدین اور خواص آپ کی خدمت میں مصروف تھے۔ آپ نے اچانک آنکھیں کھولیں اور گویا ہوئے آپ لوگوں میں مجھے سید کی خوشبو آ رہی ہے! سید صاحب نے ہاں سے جواب دیا تو آپ نے فرمایا آپ ہمارے مخدوم ہیں، آپ شاہزادے ہیں آپ سے خدمت لینا جائز نہیں۔

پھر آپ نے وصیت میں فرمایا! میرا جنازہ کسی سید سے پڑھاؤ۔ جب لاکھوں عقیدت مند حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا جنازہ پڑھنے کے لیے حاضر ہیں، حضرت مولانا اختر رضا خان صاحب نماز جنازہ پڑھانے کے لیے قدم بڑھا رہے ہیں کہ آواز آئی کچھو کچھ مقدسہ کی عظیم شخصیت صاحب سجادہ حضرت سید عطاء

اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ تشریف لے آئے ہیں تو حضرت سرکار
کلاں کی افتاء میں لاکھوں سینوں، بریلویوں، اشرفیوں، چشتیوں، قادریوں،
سہروردیوں الغرض مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی جن میں
ہزارہا مشائخ، عظام، علماء کرام شامل ہوئے اور خاندان سادات اشرفیہ کی عظمت و
منزلت پر اپنی عقیدت و محبت کی مرلگا دی نیز اس طرح حضرت مفتی اعظم ہند علیہ
الرحمتہ جن کی کرامت کا شہرہ تھا آخری آرزو بھی کرامت بن کر ظہور پذیر ہوئی۔

(18)

اس میں شک نہیں کہ سید محمد محدث ہند کچھوچھوی علیہ الرحمۃ اپنے ماموں
مولانا سید احمد اشرف الاشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے اور ان ہی
کے دالو بھی تھے۔ لیکن جس طرح مولانا سید احمد اشرف الاشرفی علیہ الرحمۃ کو
اپنے والد گرامی شیخ المشائخ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمۃ سے بیعت
و خلافت ہوتے ہوئے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ سے بھی بیعت و
خلافت حاصل تھی۔ جس طرح قبلہ شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ نے
اپنے خلیفہ صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کو اعلیٰ حضرت
بریلوی علیہ الرحمۃ سے بھی خلافت قبول کرنے کی تلقین فرمائی۔ اسی طرح مولانا
سید احمد اشرف الاشرفی علیہ الرحمۃ کے لاڈلے بھانجے اور مرید و خلیفہ سید محمد
محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کو بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ سے بیعت و
خلافت حاصل تھی۔ اہل سنت کی ممتاز شخصیات نے آپ کو خلیفہ اعلیٰ حضرت ہی
لکھا ہے۔ مثلاً مولانا شاہ مانا میاں قلوری، علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری، مولانا
محمد جلال الدین قلوری، حکیم محمد موسیٰ امرتسری، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، محمد
صادق قصوری اور پروفیسر مجید اللہ قلوری نے اپنی نگارشات میں آپ کا شمار اعلیٰ
حضرت علیہ الرحمۃ کے مشایخ خلفاء میں کیا ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ۔ (19)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے اکابرین کی طرح ”نسب
رضا“ کا ہمیشہ خیال رکھا ہے۔ ضلع سرلانہ نیپال میں محدث اعظم ہند کچھوچھوی
علیہ الرحمۃ تشریف فرما ہیں۔ ارادہ مندوں کا ہجوم ہے لوگ مرید ہونے کے لیے آ

رہے ہیں مگر آپ اپنے ارادہ مندوں کو نبیو اکبر امام احمد رضا صاحبزادہ اکبر جتہ الاسلام مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مرید ہونے کے لیے بھیج رہے ہیں۔ خاندان اشرفیہ کا ہر فرد ہی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کو عقیدت و محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ بدر اشرفیت الحاج ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ ایک سوال کے جواب میں واشکاف الفاظ میں فرماتے ہیں۔

”بریلی عاشق حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے اہل سنت کا مرکز بنا۔ دیوبند گستاخی رسول صلی اللہ وآلہ وسلم کی وجہ سے گستاخان رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مرکز بنا۔ بریلی سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا جاتا ہے اور دیوبند سے گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس ملتا ہے۔ ملخصاً“ (20)

گلستان اشرفیہ کے گل سرسید مولانا محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نہ صرف اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے شاگرد و خلیفہ تھے بلکہ آپ کے عقائد و نظریات کے بھی سچے ترجمان ثابت ہوئے ہیں۔ پھر فطرتی طور پر بھی دونوں کی آپس میں فکری، اعتقادی ہم آہنگی اور گہری مماثلت کی مزید ایمان افروز اور وجد آفرین جھلکیں ملاحظہ فرمائیے۔ چل مرے خاتمہ بسم اللہ۔

بشارت عظمیٰ:-

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ نے آپ کی پیدائش سے قبل ایک عجیب خواب دیکھا جس سے آپ کی مسرت و خوشی کی انتہاء نہ رہی اور اس کا سرور دل مسرور کرتا رہا آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے دادا جان مولانا رضا خان علیہ الرحمۃ سے وہ خواب بیان کیا۔ جس کی تعبیر میں انھوں نے ارشاد فرمایا کہ ”خواب مبارک“ ہے۔ بشارت ہو کہ پروردگار عالم تمھاری پشت سے ایک ایسا فرزند صلح و سعید پیدا

کرے گا۔ جو علوم کے دریا بہا دے گا اور اس کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیلے گی۔ (21) اسی طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کی پیدائش سے قبل آپ کے تانا جان اعلیٰ حضرت شاہ محمد علی حسین اشرفی مہاں علیہ الرحمۃ مراقب ہو گئے۔ بعد فراغت مراقبہ یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں ایک ایسا بیٹا عطا فرمائے گا جس پر میں دین و دنیا میں فخر کروں گا۔ (22)

والدین کریمین :-

دونوں کے والدین عالم فاضل اور عارف و کامل تھے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے والد گرامی رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان بریلوی علیہ الرحمۃ کی گونا گوں صفات کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں۔

”بجز اللہ! ”منصب شریف علم کا پایہ زروہ علیا کو پہنچایا

راست می گویم ویزداں نہ پسند و جز راست

کہ جو وقت انظار و حدت افکار و فہم صائب و رائے ثاقب حضرت حق جل و علیٰ نے انہیں عطا فرمائی ان دیار و اصفار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی فراست صلوٰۃ کی یہ حالت تھی کہ جس محلہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا۔ عقل معاش و معلو دونوں کا بروجہ کامل اجتماع بہت کم سنا یہاں آنکھوں دیکھا علاوہ بریں سخوت و شجاعت و علوہمت و کرم و موت و صدقت خفیہ و مبرات جلیبہ و بلندی اقبال و دبہ نہ جلال و مولات فقراء و امرونی میں عدم مہلات باغنیاء حکام سے عزت رزق مورث پر قناعت و غیر ذلک فضائل جلیبہ و فضائل جلیبہ کا محل وہی کچھ جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے۔“ (23)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد حکیم الاسلام مولانا حکیم سید نذراشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں الحاج ڈاکٹر شاہ سید محمد مظاہر اشرف اشرفی مدظلہ یوں رقم طراز ہیں۔

”یہ علم دین علم حکمت اور علم روحانی میں اپنا مقام رکھتے تھے علم دین خصوصاً“
 زبان عربی و فارسی کے ماہر تھے۔ چشم دید تبصرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ ان کے علم
 و فضل کی یہ حالت تھی کہ اگر کوئی عالم دین تقریر کرنے بیٹھا اور ابھی اس نے
 آیت کلام اللہ پڑھ کر اس کی تفسیر بیان کرنی شروع کی اور اس سلسلے میں کوئی
 حدیث بیان کرنا چاہی ادھر حکیم سید نذر اشرف صاحب نے فوراً ”وہ حدیث پڑھ کر
 اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو بتا دی کہ فلاں حدیث پڑھے گا اور واقعی مقرر یا خطیب
 وہ ہی حدیث شریف بیان کرتا تھا۔ دقیق سے دقیق عربی و فارسی اشعار کے سہل
 زبان میں ترجمہ کرنے میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔“ (24)

ولادت:-

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ شہر بریلی شریف میں 10 شوال المعظم
 1272ھ مطابق 14 جون 1856ء بروز شنبہ وقت ظہر عالم ہستی میں جلوہ گر
 ہوئے۔ جبکہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کی ولادت 15 ذیقعد 1311ھ
 مطابق 1894ء چار شنبہ قبل از نماز فجر موضع جاکس ضلع رائے پور بریلی میں
 ہوئی۔ (25)

اسمائے گرامی:-

احادیث میں ”محمد“ نام رکھنے کے بہت زیادہ فضائل آئے ہیں۔ حضور اکرم صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام ”محمد“ یا
 احمد رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا۔ ایک روایت میں ہے
 تمہارا کیا نقصان ہے کہ تمہارے گھروں میں دو یا تین ”محمد“ ہوں۔ ایک حدیث
 میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ میرے نام پاک پر نام
 رکھو۔ (26) ان ہی فضائل کو مد نظر رکھتے ہوئے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے والد

گراہی نے آپ کا پیدائشی اسم گراہی ”محمد“ رکھ دیا۔ محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے تانا جان نے بھی آپ کا پیدائشی نام ”محمد“ ہی رکھنے کا شرف حاصل کیا۔ اب ایک ”محمد“ اعلیٰ حضرت اور دوسرے ”محمد“ محدث اعظم کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ (27)

تعلیم و تربیت:-

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ بچپن میں ہی بہت ذہین تھے۔ چار پانچ سال کی عمر شریف میں قرآن مجید ناظرہ ختم فرمایا۔ بعد ازاں ابتدائی تعلیم مولانا مرزا غلام قادر بیگ، علیہ الرحمۃ سے پائی۔ اکثر علوم دینیہ عقلیہ و نقلیہ اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ سے حاصل کئے۔ بعض علوم کی تکمیل شہ ابوالحسن نوری مارہروی علیہ الرحمۃ مرشد گراہی شہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ مولانا عبدالعلی رام پوری سے کی بعض علوم میں آپ نے ذاتی مطالعہ اور غور و فکر سے کمال پیدا کیا۔ خصوصاً ”علم ریاضی اور علم جفر و نجوم ہیئت میں ذاتی مطالعہ سے کامل دسترس حاصل کی۔ تیرہ سال دس مہینے اور چار دن کی عمر شریف میں اپنے والد گراہی کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا۔ (28)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز بھی گھر سے ہوا۔ صرف پانچ سال کی عمر شریف میں آپ نے بھی اپنی والدہ ماجدہ سے ناظرہ قرآن پاک ختم فرمایا۔ پھر اپنے تانا جان کے قائم کردہ مدرسہ میں داخل ہوئے اور نہایت عمدگی سے خوش خطی سیکھی۔ ریاضی اور اردو وغیرہ کے اسباق ختم فرمائے۔ درجہ دوم کے بعد اپنے والد گراہی قبلہ سید نذر اشرف اشرفی علیہ الرحمۃ سے فارسی کی تمام کتب پڑھیں۔ پھر مدرسہ نظامیہ فرنگی لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ یہاں سے مولوی اور مولانا کی اسناد حاصل کیں۔ بعد ازاں استاذ العلماء مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھی علیہ الرحمۃ کے مدرسہ میں داخلہ لیا۔ مفتی صاحب نے جو سند عطا فرمائی اس میں آپ کو ”علامہ“ کے لقب سے نوازا علی گڑھ سے آپ چلی

بہت شریف میں استاذ المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ یہاں آپ نے صحاح ستہ کے علاوہ موطا و معانی الآثار وغیرہ سبقاً سبقاً پڑھیں اور سند حاصل فرمائی۔ (29)

بریلی شریف کی طرف محدث کچھوچھوی : یہ الرحمۃ کی کشش :-

زمانہ طالب علمی میں پہلی بہت شریف میں سید محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے اپنے استاذ المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ کو بارہا دفعہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے بکثرت تذکرے محبت کے ساتھ فرماتے دیکھا تو آپ نے ایک دن عرض کیا کہ آپ سے آپ کے پیرو مرشد کا تذکرہ نہیں سنتا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا آپ خطبہ پڑھتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ جب میں نے پیرو مرشد مولانا فضل الرحمن رکن مراد آبادی علیہ الرحمۃ سے بیعت کی تھی۔ بایں معنی مسلمان تھا کہ میرا سارا خاندان مسلمان سمجھا جاتا تھا۔ مگر جب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے ملنے لگا تو مجھ کو ایمان کی حلاوت مل گئی۔ اب میرا ایمان رسمی نہیں بلکہ بعونہ تعالیٰ حقیقی ہے۔ جس نے حقیقی ایمان بخشا اس کی یاد سے اپنے دل کو تسکین دیتا رہتا ہوں۔ محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے پھر عرض کیا کہ علم الحدیث میں کیا وہ آپ کے برابر ہیں؟ فرمایا ہرگز نہیں پھر فرمایا شہزادہ صاحب آپ کچھ سمجھے کہ ہرگز نہیں کا کیا مطلب ہے۔ سنئے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اس فن میں امیر المومنین فی الحدیث ہیں کہ بیس سالہا سل صرف اس فن میں تلمذ کدوں تو بھی ان کا پاسنگ نہ ٹھہروں۔ (30) استاذ المحدثین مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے اسی قسم کے ارشادات نے محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کو بریلی شریف کی طرف کھینچا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کی حاضری کا ایک دوسرا ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں:-

”ایک روز حضرت مولانا سید احمد اشرف صاحب جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ

تشریف لائے ہوئے تھے۔ رخصت کے وقت انہوں نے عرض کیا کہ مولوی سید محمد صاحب اشرفی علیہ الرحمۃ اپنے بھانجے کو میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کردوں۔ حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کلام لیں ارشاد ہوا۔ حضور تشریف لائیں یہاں فتوے لکھیں اور مدرسہ میں درس دیں ردوہابیہ اور افتائیہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ پھر فرمایا سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شہزادے ہیں۔ میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جد امجد یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا صدقہ و عطیہ ہے۔ (31)

خاندان اشرفیہ کے اکابرین نے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کے بعد جب محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کو علوم و فنون کے ہمالہ یعنی امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے حوالے کیا تو حضرت کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے انتہائی قریب رہ کر تقریباً دو سال میں بہت کچھ حاصل کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی سادات کرام سے عقیدت و محبت محتاج بیان نہیں بلکہ ضرب المثل ہے۔ سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمۃ بھی گلستان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک مہکتے ہوئے پھول تھے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ آپ کا بے حد احترام و اکرام فرماتے تھے۔ ایک شاگرد کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک استلو مناسب تدبیری کاروائی کے لیے ہاتھ اور زبان دونوں استعمال کرنے کا پورا پورا حق رکھتا ہے۔ شرعاً اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا بلکہ خداوند کریم اپنے رحم و کرم سے اسے نوازے گا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے مدرسہ میں آپ کو بہت عزت و احترام سے رکھا۔ آپ بھی آل رسول ہونے کے ناطے رضوی خاندان سے بہت قریب رہے۔ محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے کبھی بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے سامنے اپنی سید زادگی کا رعب بجایا نہ اس پر فخر کیا بلکہ ایک شاگرد رشید کی طرح کسب فیض حاصل کرتے رہے۔ (32)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کا جو مطالعہ کیا اس کا اظہار آپ کی متعدد تصنیفات میں بھی ملتا ہے۔ لیکن

ناگپور میں شوال المکرم 1379ھ کے جشن ولادت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے موقع پر صدارتی خطبہ کے ذریعہ جو تحقیقی اور مشاہداتی مقالہ آپ نے پیش فرمایا وہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی تحریک تجدید احیاء دین پر سب سے زیادہ مکمل مبسوط اور گراں قدر مضمون ہے۔ یہ تاریخی مقالہ ماہنامہ تجلیات ناگپور 1966ء ماہنامہ المیزان بمبئی امام احمد رضا اور انوار رضا کی زینت بن چکا ہے۔ ان کے علاوہ مولانا محمد صابر نسیم بسوی نے اپنی کتب ”اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ“ میں اور قاضی عبدالنبی کو کب مرحوم نے ”مقالات یوم رضا“ میں بھی شامل کیا ہے۔ اس تاریخی مقالے کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں جن میں استلو اور شاگرد کے رشتے کی تقدس آفریں خوشبو پائی جاتی ہے۔

”آج میں آپ کو جگ بیتی بلکہ آپ بیتی سنا رہا ہوں کہ جب تکمیل درس نظامی و تکمیل درس حدیث کے بعد میرے مرتبوں نے کارنتاء کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے حوالے کیا زندگی کی یہی گھڑیاں میرے لئے سرمایہ حیات ہو گئیں اور میں محسوس کرنے لگا کہ آج تک جو کچھ پڑھا تھا وہ کچھ نہ تھا اور اب ایک دریائے علم کے ساحل کو پایا ہے۔ علم کو راسخ فرمانا اور ایمان کو رگ و پے میں اتار دینا اور صحیح علم دے کر نفس کا تذکیہ فرما دینا یہ وہ کرامت تھی جو ہر ہر منٹ پر صلور ہوتی رہتی تھی۔“ (33)

اسی خطبے میں دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

”تیرہویں صدی کی یہ واحد شخصیت تھی جو ختم صدی سے پہلے علم و فضل کا آفتاب فضل و کمال ہو کر اسلامیات کی تبلیغ میں عرب و عجم پر چھا گئی اور چودھویں صدی کے شروع ہی میں پورے عالم اسلامی میں اس کو حق و صداقت کا منارہ نور سمجھا جانے لگا۔ میری طرح سے سارے حل و حرم کو اس کا اعتراف ہے کہ اس فضل و کمال کی گہرائی اور اس علم راسخ کے کوہ بلند کو آج تک کوئی نہ پا سکا۔“ (34)

ایک تیسری جگہ فرماتے ہیں۔

”میں اس ہرکار میں کس قدر شوخ تھا یا شوخ بنا دیا گیا تھا۔ اپنا جواب اعلیٰ

حضرت علیہ الرحمۃ کی نشست کی چارپائی پر رکھ کر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا اس علم کا کوئی حصہ عطا نہ ہو گا جس کا علمائے کرام میں نشان بھی نہیں ملتا مسکرا کر فرمایا کہ میرے پاس علم کہاں جو کسی کو دوں یہ تو آپ کے جد امجد سرکار غوثیت علیہ الرحمۃ کا فضل و کرم ہے۔ اور کچھ نہیں یہ جواب مجھ تنگ خاندان کے لئے تازیانہ عبرت بھی تھا کہ لوٹنے والے لوٹ کر خزانہ والے ہو گئے اور میں پدرم سلطان بود کے نشہ میں پڑا رہا اور یہ جواب اس کا بھی نشان دیتا تھا کہ علم راسخ والے مقام تواضع میں کیا ہو کر اپنے کو کیا کہتے ہیں۔ یہ شوخی میں نے بارہا کی اور یہی جواب عطا ہوتا رہا اور ہر مرتبہ میں ایسا ہو گیا کہ میرے وجود کے سارے کل پرزے معطل ہو گئے ہیں۔“ (35)

ایک چوتھی جگہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے انداز تربیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

”درا انداز تربیت دیکھئے کہ کار افتاء کے لئے جب بریلی حاضر ہوا تو میرے اندر کستو میں آٹھ سل رہنے کی خلو کلنی موجود تھی شہر کے جغرافیہ میں بازار اور تفریح گاہوں کو وہاں کے لوگوں سے پوچھتا رہا کہ جمعہ کے دن کی فرصت میں کچھ سیر پانا کروں۔ جمعہ کا دن آیا تو میں مسجد میں سب سے پہلی صف میں تھا۔ نماز ہو گئی تو مجھے دریافت فرمایا کہ کہاں ہیں۔ میں بریلی کے لئے بالکل تیار شخص تھا لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ خود کھڑے ہو گئے اور باب مسجد پر مجھ کو دیکھ لیا تو مصلے سے آٹھ کر صف آخر میں آکر مجھ کو مصافحہ سے نوازا اس سے زیادہ کار اوارہ فرمایا تو میں تھرا کر گر پڑا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پھر مصلے پر تشریف لے گئے اور سنت و نوافل ادا فرمانے لگے مسجد کے ایک ایک شخص نے اس کو دیکھا اور بڑی حیرت سے دیکھا میں نے بازار اور کتب خانہ کی سیر کو طے کر رکھا تھا۔ شام کو جب چلا تو شامت منج کی موڑ پر پہلے پان کھانے کی خواہش ہوئی ابھی پان والے سے کہا بھی نہ تھا کہ ہر طرف سے السلام علیکم آئے اور مجھ کو جواب دینا پڑے اب پان والے کی دکان کے سامنے کھڑا ہونا بھی میرا دشوار ہو گیا سلام و مصافحہ کی برکت نے سارا پروگرام ختم کر دیا۔ وہ دن ہے اور

آج کا دن ہے کہ بریلی کا ذکر نہیں کلتے، بمبئی مدراس میں بھی پایادہ نہیں بلکہ
موز میں بیٹھ کر بھی سیر بازار کے لیے نہیں نکلا۔ سارا لکھنؤی انداز ہمیشہ کے لیے
ختم فرما دیا۔“ (36)

حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے ساتھ اعلیٰ حضرت
علیہ الرحمۃ کی حیرت انگیز عقیدت کا چشم دید واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

”دوسرے دن کار افتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپیہ کی شیرینی منگائی
اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شیرینی
مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰ حضرت علیہ
الرحمۃ پلنگ سے اٹھ پڑے سب حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہو گیا کہ شاید کسی
شدید حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے۔ لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی
کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا
ہے دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر
گر گیا تھا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اس ذرے کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں
اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے اس کو دیکھ کر سارے حاضرین
سرکار غوثیت علیہ الرحمۃ کی عظمت و محبت میں ڈوب گئے اور فاتحہ غوثیہ کی
شیرینی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ
رہ گئی اور اب میں نے سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا گیا کہ میں کچھ نہیں یہ آپ
کے جد امجد کا صدقہ ہے۔ وہ مجھے خاموشی کر دینے کے لیے ہی نہ تھا اور نہ صرف
مجھ کو شرم دلانا ہی تھی بلکہ درحقیقت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں چوں
قلم در دست کاتب تھے۔ جس طرح غوث پاک علیہ الرحمۃ سرکار دو عالم محمد رسول
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں چوں قلم در دست کاتب تھے۔ اور کون نہیں جانتا
کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں ایسے تھے
کہ قرآن کریم نے فرما دیا۔ وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى
یوحى۔“ (37)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے اس تاریخی خطبہ میں اپنے ممدوح

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کو عظیم الشان القاب و خطابات سے نوازا ہے۔ مثلاً نمونہ از خروارے ملاحظہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ایک مقبول بندہ _____ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا نائب _____ علم کا جبل شلخ _____ عمل صالح کا اسوہ حسنہ _____

معقولات میں بحر ذخار _____ منقولات میں دریائے ناپید اکنار _____ اہلسنت

کا امام واجب الاحترام _____ اس صدی کا باجماع عرب و عجم مجدد

_____ تصدیق حق میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پرتو _____ باطل کو

چھلانے میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مظہر _____ رحم و کرم میں ذوالنورین

رضی اللہ عنہ کی تصویر _____ باطل شکنی میں حیدری شمشیر

_____ دولت فقہ و درایت میں امیر المومنین _____ سلطنت قرآن و

حدیث کا مسلم اثبوت و وزیر المجتہدین _____ اعلیٰ حضرت علی الاطلاق امام

اہلسنت فی الافاق _____ مجدداتہ حاضرہ _____ موبد ملت طاہرہ

_____ اعلم العلماء عند العلماء _____ قطب الارشاد علی لسان

الاولیاء _____ قلنی فی اللہ والبقی باللہ _____ عاشق کمال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم _____ مولانا شہ احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ۔ (38)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کو اعلیٰ حضرت محدث بریلوی سے بہت زیادہ عقیدت و محبت تھی عرس رضوی بریلی شریف میں ہر سال حاضر ہوتے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی قائم کردہ ”جماعت رضائے مصطفیٰ“ کے تاحیات صدر رہے۔ (39) اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحبزادگان کا بھی بہت زیادہ احترام فرماتے تھے۔ بنارس سنی کانفرنس میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحبزادے کو یوں یاد فرمایا۔

”حضرت بابرکت شیخ الانام حجتہ الاسلام مولانا شہ حلد رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہ _____ عالم ربانی و عارف باللہ۔ (40)

پیرو مرشد کا فخر و تازہ۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ جب حضرت سید شہ آں رسول احمدی مارہروی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھتے ہی فرماتے گئے آئیے ہم تو کئی روز سے انتظار کر رہے ہیں پھر آپ کو مرید کیا اور اسی وقت تمام سلاسل کی اجازت بھی عطا فرمادی۔ اس سے دیگر حاضرین اور مریدین کو رشک ہوا۔ عرض کی حضور اس بچے پر یہ کرم کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا اے لوگو! تم (احمد رضا علیہ الرحمۃ) کو کیا جانو یہ فرما کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا قیامت کے دن رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ آل رسول (علیہ الرحمۃ) تو دنیا سے کیا لایا؟ تو میں احمد رضا (علیہ الرحمۃ) کو پیش کردوں گا اور فرمایا کہ یہ چشم و چراغ خاندان برکات ہیں۔ اوہوں کو تیار ہونا پڑتا ہے۔ یہ بالکل تیار آئے تھے۔ انہیں صرف نسبت کی ضرورت تھی۔ (41)

اس طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے نانا جان شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت سید محمد علی حسین شہ اشرفی علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ علماء و مشائخ اور حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

”ہاں میری اسی (80) برس کی کمائی میں صرف دو چیزیں ہیں جن کی قیمت کا اندازہ اگر میری نگاہ سے کریں تو ہفت اقلیم کی تاجداری بچ نظر آئے گی۔ یہ میری بڑی قیمتی کمائی ہے جس پر مجھ کو دنیا میں ناز ہے اور آخرت میں فخر ہو گا۔ جس کو میں کبھی اپنے سے جدا نہیں کر سکتا تھا لیکن آج اعلان حق کے لئے میں اپنی ساری کمائی نذر کر رہا ہوں۔ میرا اشارہ پہلے اپنے تخت جگر و نور العین مولانا الحاج ابوالمحمود سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ پھر اپنے نواسہ و جگر پارہ مولانا الحاج ابوالمحمود سید محمد اشرف جیلانی علیہ الرحمۃ کی طرف ہے۔ (42)

طرز ادا میں مماثلت۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے درج ذیل فارسی قطعہ میں اپنی مکمل سوانح عمری کی سچی تصویر پیش فرمادی ہے۔

نہ مرا نوش ز تحسین نہ مرا نیش ز طعن
 ز مرا گوش بدے نہ مرا ہوش دے
 منم و کنج فمولے کہ گنجند در وی
 جز من و چند کتابے و دوات و قلم (43)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے بھی اسی قطعہ کا اردو میں منظوم ترجمہ فرما کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا ہے اور اپنی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے قطعہ ملاحظہ ہو۔

نہ ستائش کی تمنا نہ مجھے خطرۂ دم
 نہ کسی واہ کی خواہش نہ کسی آہ کا غم
 میں ہوں اس گوشۂ تنہائی کا رہنے والا
 کہ جہاں چند کتابیں ہیں دوات اور قلم (44)

نعت گوئی

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ دنیائے نعت میں اقلیم نعت کے بادشاہ ثابت ہوئے ہیں۔ آپ کی نعتیہ شاعری پر درجنوں مقالات منظر عام پر آچکے ہیں۔ آپ کی نعت گوئی کے بارے میں حضرت محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

”کتنی عجب بات ہے کہ ایسے امام الوقت مسند العصر کے پاس جس کو رات دن کے کم سے کم ہمیں گھنٹے میں صرف علم دین سے واسطہ ہو جس کے ایوان علم میں اپنے ساتھ قلم دوات اور دینی کتابوں کے سوا کچھ نہ ہو جو عرب و عجم کا رہنما ہو اس کو شعر کہنے کو کیا کہا جائے کسی سے شعر سننے کی فرصت کہاں سے ملتی ہے مگر شان جامعیت میں کمی کیسے ہو اور مملکت شاعری میں برکت کہاں سے آئے۔ اگر اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) کے قدم اس کو نہ نوازیں۔“

حضرت حسان رضی اللہ عنہ جس رشک جناس سے سرفراز تھے اس کی طلب تو ہر عاشق کے لیے سرمایہ حیات ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) کے حمد و نعت کا ایک مجموعہ کئی حصوں میں شائع ہو چکا ہے جس کا ایک ایک لفظ خود مست ہے اور سننے والوں کو مستی عطا کرتا رہتا ہے ایک مرتبہ لکھنؤ کے ادیبوں کی شاندار محفل میں اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) کا قصیدہ معراجیہ میں نے اپنے انداز میں پڑھا تو سب جھومنے لگے میں نے اعلان کیا کہ اردو ادب کے نقطہ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کے متعلق چاہتا ہوں تو سب نے کہا اس کی زبان تو کوثر کی دھلی ہوئی زبان ہے۔ اس قسم کا ایک واقعہ دہلی میں پیش آیا تو سر آمد شعراء دہلی نے جواب دیا کہ ہم سے کچھ نہ پوچھئے آپ عمر بھر پڑھتے رہیں اور ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔ (45) اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ السلام نے کبھی بھی اپنے آپ کو شاعر نہیں سمجھا اور نہ ہی اسے پسند کیا گیا کہ لوگ انہیں شاعر سمجھیں۔ خود فرماتے ہیں۔

رہا نہ شوق کبھی مجھ کو سیر دیواں سے
ہمیشہ صحبت ارباب شعر سے ہوں نفور

نہ اپنے کاموں سے تفتیح وقت کی فرصت
 نہ اپنی وضع کے قابل کہ اس میں ہوں مشہور
 رہی دہل سے اس کے مجھے بسکدوشی
 کہ ویسے ہی ہے گراں سر پہ بارِ جرم و قصور
 جبین طبع ہے ناسودہ داغ شاگردی
 غبارِ منت اصلاح سے ہے دامن دور
 مگر جو ہاتھ غیبی مجھے بتاتا ہے
 زبان تک اسے لاتا ہوں میں بسمدح حضور
 ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو
 ہاں شرع کا البتہ ہے جنبہ مجھ کو
 مولیٰ کی ثنا میں حکم مولیٰ کے خلاف
 لوزنہ میں سیر تو نہ بھلایا مجھ کو (46)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ بھی عالم نبیل مفسر جلیل اور محدث بے بدل
 ہونے کے علاوہ ممتاز نعت گو شاعر بھی تھے۔ آپ کا مجموعہ کلام ”فرش پر عرش“
 حلقہ اشرفیہ پاکستان کے زیر اہتمام دوسری مرتبہ چھپ چکا ہے۔ آپ کی نعت گوئی پر
 کوئی کلام نہیں ہو سکا۔ مولانا محمد یونس نظامی اللہ آبادی آپ کے کلام پر تبصرہ کرتے
 ہوئے فرماتے ہیں۔ ”آپ کے کلام میں سلوگی روانی توانی کی تلاش اشعار و
 کنایات تشبیہ و تمثیل و محاکات فصاحت و بلاغت روزمرہ و سہل ممتنع و تلحیح و
 توجہ مبایہ و مغالطہ لوزان و تقطیع سبھی کچھ موجود ہے۔ اس کو دنیا اس
 وقت محسوس کرے گی جبکہ شعریت کا کوئی ریسرچ کرنے والے اس بارے میں کبھی
 اپنا مفصل بیان دے گا آپ کے کلام میں شریں ولذت جذب و اثر کی فراوانی ہے
 ہر شعر میں ایک نیا لطف ہے۔“ (47)

امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ السلام کی طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ
 الرحمۃ بھی شاعری کے دعوے سے گریزاں ہیں۔ اپنے مجموعہ کلام ”فرش پر

ش" کے آغاز میں تواضع و انکساری کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔
 سچ جاننے کہ مجھے اس بات کا وہم بھی نہ تھا کہ میرا کلام منظوم مستحق طہامت و
 طاعت ہے نہ میں شاعر ہوں نہ عروض و قوافی واوزانوں کا ماہر ہوں نہ کبھی شعر کو
 سر کرنے کے لیے اتفاق ہوا نہ میرے مشاغل میں شاعری کی گنجائش ہے۔ (48)
 بعد محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ "کلام رضا" سے بہت ہی متاثر نظر آتے
 ہیں۔ یہ حقیقت دونوں عشاق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعتیہ کلام کے
 صحنے کے بعد واضح ہو جاتی ہے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی زمینوں میں
 بھی نعتیں لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ مثلاً "اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ایک
 بیان افروز نعت جس کا مطلع ہے۔

کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
 قرض لیتی ہے گنہ پرہیز گاری واہ واہ

مقطع ہے۔

پارہ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا
 ان سگن کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ
 نعت کی زمین میں بہت سے شعراء کرام نے طبع آزمائی کی ہے۔ محدث
 کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے بھی نہایت ذوق و شوق کی کیفیتوں میں ڈوب کر
 عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کئے ہیں اس پر تقصیم کے چند اشعار ملاحظہ
 فرمائیں۔

پرشن اعمال میں مہمان داری واہ واہ
 باریابی اپنی پھر دیدار باری واہ واہ
 بھر گئی جنت گنہگاروں سے ساری واہ واہ
 "کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
 قرض لیتی ہے گنہ پرہیز گاری واہ واہ"
 پنچہ قدرت ہے ہر انگشت ہر بحر بحر
 جب پھر جس سورج پھرا اٹھیں تو دو ککڑے قمر

جھک رہا ہے ان کے آگے ابر نیسوں کا بھی سر
 ”انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
 ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ“
 اک شب معراج کیا ہر روز و شب خود ہے گواہ
 تک رہے ہیں رات دن ارض و سماں کی ہی راہ
 روز اول سے طریقہ ہے یہی شام و پگاہ
 ”نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہو ماہ
 اٹھتی ہے کس شن سے گرد سواری واہ واہ“
 بخشے جاتے ہیں گنہ صدقے میں ان کے نام کے
 کلام آتے ہیں یہی ہر بیکس و ٹاکم کے
 خاص رتبے ہو گئے ان کو بدولت عام کے
 ”صدقے اس انعام کے قرین اس اکرام کے
 ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ“
 ایسے کوچہ میں جہاں کی موت ہے رشک بقا
 جس کے کتوں پر کریں عشق جان و دل نذا
 تجھ سے اے سید یہ فرماتے ہیں مولانا رضا
 ”پارہ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفہ میں تیرا
 ان سگان کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ“

امام نعت گویاں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعت حضوری کا مطلع ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
 تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
 اور مقطع کچھ اس طرح ہے:-
 کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
 تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

محمد محدث اعظم ہند کچھو چھوی علیہ الرحمۃ نے بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی
ع میں اسی لئے اور اسی زمین و ردیف میں نہایت ہی خوب نعت کہی ہے۔ پڑھئے
سر دہنیے۔

جانب مرغ زار پھرتے ہیں
دن ترے اے ہزار پھرتے ہیں
جب وہ جان بہار پھرتے ہیں
گرد خود لالہ زار پھرتے ہیں
سر بکف جل ثار پھرتے ہیں
جب وہ بہر شکار پھرتے ہیں
آج منصور وار پھرتے ہیں
یعنی ہم بہر دار پھرتے ہیں
ان کی انگلی کے اک اشارے پر
دور لیل و نہار پھرتے ہیں
رخ کو اس در سے پھرنے والے
اشتر بے مہار پھرتے ہیں
ان کے دیوانے ہیں فرشتہ کار
کیا گرد مزار پھرتے ہیں
شب اسری گواہ ہے کیسے
جا کے سرحد کے پار پھرتے ہیں
لاکھوں آتے ہیں در پہ رنجیدہ
خوش ہزاروں ہزار پھرتے ہیں
لاکھوں آتے ہیں در پہ رنجیدہ
خوش ہزاروں ہزار پھرتے ہیں
دیکھیں دن ہجر یار کے کس دن
میرے پروردگار پھرتے ہیں

آج سید کہیں کے نظارے

آنکھ میں بار بار پھرتے ہیں

دونوں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاعری کا مرکزی محور حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس لئے دونوں کی نعت گوئی میں کافی مماثلت مناسبت پائی جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے کلام میں جگہ جگہ مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پایا جاتا ہے۔ بلکہ خاک طیبہ خار مدینہ کو چنے مدینہ کا ذکر بھی ملتا ہے یہاں چند اشعار ملاحظہ ہوں:-

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل! ذرا تو جاگ

لو پاؤں رکھنے والے! یہ جاچشم و سر کی ہے!

مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے

غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا

ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

نہ آسمان کو یوں سرکشیدہ ہوتا تھا

حضور پاک خاک مدینہ خمیدہ ہوتا تھا

مرمر دشت مدینہ کا مگر آیا خیال

ریشم گلشن جو بنا غنچہ دل وا ہو کر

محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کا دل بھی ”یاد مدینہ“ سے معمور نظر آتا۔
مدینہ منور کی یاد میں آپ بھی یوں زمزمہ سنچہ ہوتے ہیں۔

ہاں مدینے میں بلا لے اب خبر ہر خدالے

کوئی کیوں کر دل سنبھالے اک نظر اوتاج والے

مدینہ کو سب کچھ دیئے جا رہا ہوں

ہمار مدینہ لئے جا رہا ہوں

چٹکیاں لے رہا ہے سینے میں

درو پایا تھا جو مدینہ میں

اکو لانا ہے تو ایسا کیجئے
 کعبہ دل کو مدینہ کیجئے
 مدینہ مجھ سے چھوٹا تھا نہ چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا
 رچی ہے میری رگ رگ میں خجلی ماہ طیبہ کی
 شفیع روز شمار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی طرف اشارہ کرتے
 ہوئے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں۔

گنہگاروں کو ہاتھ سے نوید خوش ملی ہے
 مبارک ہو شفاعت کے لئے احمد سا والی ہے
 اسی مضمون کو محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ یوں بیان فرماتے ہیں۔
 اے شفاعت کے وہنی لاکھ جنم بھڑ کے
 آپ کے ہوتے ہوئے آنے لگی کیوں کر آنج
 امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کو دو مرتبہ زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل
 ہوئی۔ پہلی بار حج کے بعد مدینہ منورہ روانگی کے وقت ایک عظیم الشان نعت
 شریف پیش فرمائی۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
 کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو
 آب زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
 آؤ جو دشہ کوثر کا بھی دریا دیکھو
 خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
 قصر محبوب کے پردے کا بھی جلو دیکھو
 غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
 میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضا دیکھو

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ بھی تقریباً "پانچ مرتبہ زیارت حرمین شریفین
 سے مشرف ہوئے آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے جذبات کی عکاسی یوں
 فرمائی۔

حاجیو آؤ چلیں احمد مختار کے پاس
 شفع روز جزا اپنے مددگار کے پاس
 حج اگر حج ہے تو پھر مکہ حج کیلئے
 آؤ کعبہ سے چلیں کعبہ کی سرکار کے پاس
 چل پڑو زمزم و کوثر کا جہاں ہے چشمہ
 رحمت خاص کے اس مجمع الانار کے پاس
 اور کس ہاتھ سے ملتی ہے سیادت سید
 ساری سرداری ہے سرداروں کے سردار کے پاس
 عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اپنی دلی خواہش کا
 اظہار یوں فرماتے ہیں۔

در بدر کب تک پھریں خستہ خراب
 طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے۔
 اسی خواہش کا اظہار مولانا عرفان علی صاحب علیہ الرحمۃ کے نام ایک خط میں
 بھی یوں فرمایا۔

”وقت مرگ قریب ہے اور میرا دل ہند تو ہند مکہ معظمہ میں بھی مرنے کو
 نہیں چاہتا اپنی خواہش یہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایمان کے ساتھ موت اور بقیع
 مبارک میں خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو“ (49)

عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ
 الرحمۃ بھی بالکل اسی طرح کی خواہش کا اظہار فرماتے ہیں۔

موت آئے تو درپاک نبی ﷺ پر سید
 ورنہ تھوڑی سی زمین ہو شہ سمنان کے قریب
 مجھے ہے ناز مری بندگی کی ہے معراج
 کہ ان کے کوچہ میں ہوں خاک رہ گزر کی طرح

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کوئے حبیب ﷺ کے مقدس کائناتوں
 کو دنیا کے گلزاروں سے بھی اعلیٰ و افضل سمجھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
 آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں
 پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
 دشت طیبہ کے خار رتے ہیں
 اے خار طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
 یوں دل میں آ کہ دیدہ تر کو خبر نہ ہو
 حضرت کچھو چھوی علیہ الرحمۃ کو بھی شہر محبوب ﷺ کے مقدس کانٹوں سے
 از حد محبت تھی فرماتے ہیں :-

باغ رضواں دیکھئے گلزار جنت دیکھئے
 دیکھئے خار مدینہ کی نزاکت دیکھئے (50)
 حجاز مقدس کے کانٹوں سے آپ کی عقیدت و محبت کا ایک ایمان افروز واقعہ شیخ
 الحدیث مفتی محمد عبداللہ قصوری قادری مدظلہ کی زبانی سنئے :-
 ”دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے سالانہ اجلاس کے موقع پر آپ (حضرت
 کچھو چھوی) کے پاؤں دبا رہا تھا، تو تکلیف محسوس کی اور جلدی سے اٹھ کر بیٹھ
 گئے میں نے عرض کی حضرت کیا معاملہ ہے؟ فرمایا کہ اس پاؤں میں مدینہ شریف کی
 سرزمین کا کانٹا چبھ گیا تھا، اس کو میں نے نکالا نہیں، یہ کانٹا اسی طرح پاؤں میں
 ہے، پاؤں پر پٹی بندھی رہتی، اس عاشق رسول نے کانٹا نکالا نہیں آخر وقت تک
 یہ کانٹا مرقد پاک میں جسم سید علیہ الرحمۃ کے ساتھ گیا“ (51)

انعامات نعت :-

دونوں عاشقان رسول ﷺ کی نعت گوئی کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ
 میں مقبولیت حاصل ہے۔ دونوں نعت گوئی کے صلہ میں اپنی زندگی میں ہی زیارت
 مصطفیٰ ﷺ سے مشرف ہو چکے ہیں۔
 علامہ بدر الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں :-

”اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے جب دوسری مرتبہ زیارت
نبی ﷺ کے لئے مدینہ طیبہ حاضری دی تو شوق دیدار میں مواجہ شریف میں
دروہ شریف پڑھتے رہے یقین تھا کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام ضرور عزت
افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہ شرف زیارت حاصل ہوگا۔ لیکن پہلی شب ایسا نہ
ہوا تو آپ نے ایک نعت شریف کہی جس کا مطلع ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

یہ نعت شریف مواجہ اقدس (علیہ صابجا صلوٰۃ دسلاما) میں عرض کر کے انتظار میں
مودب بیٹھے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور اپنے آقا و مولیٰ سید عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سلام کثیرا کثیرا کو بیداری کی حالت میں اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا
اور زیارت مقدس کی اس خصوصی دولت کبریٰ و نعمت و عطیٰ سے شرف یاب
ہوئے (52) اسی طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کو بھی مواجہ اقدس ہی
کے سامنے ایک نعت شریف پڑھنے پر جان جہاں سید الوری صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ علامہ محمد محبوب اشرفی صاحب شیخ الحدیث
دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور روایت فرماتے ہیں۔

”گذشتہ سال دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں تشریف تھے
تو حضرت (محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ) کی موجودگی میں ذارالعلوم کے ایک
طالب علم نے جلسہ میں حضرت کی وہ نعت شریف پڑھی جس کا مطلع یہ ہے۔

سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اَتَانَا بِبَشِيرٍ
سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اَتَانَا بِنَصِيرٍ
اَنَّا ضَعِيفًا وَ اَخْفٰی مَرِيضًا
اَنَّا يَتِيْمًا وَ اَعْمٰی فَقِيْرًا

جلسہ میں مولانا مشتاق نظامی صاحب اور مولانا ابوالوفا صاحب فصیحی حضرت کے
قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے میں بھی حضرت کے پس پشت حاضر تھا حضرت نے مولانا
موصوف کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ نعت شریف مدینہ طیبہ کی حاضری میں خاص

موجہ اقدس میں کسی اور عرض کی تھی اس کے صلہ میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا کرم فرمایا کہ پانچ مرتبہ جمل پاک کی زیارت سے مجھ کو مشرف فرمایا۔ (53)

ترجمہ قرآن پاک۔

قرآن کریم کے اردو تراجم میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ کنز الایمان بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ اس کی اشاعت کئی لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ اس کے محاسن پر بھی درجنوں مقالات منظر عام پر آچکے ہیں۔ لطف تو یہ ہے کہ یہ ترجمہ انتہائی عدیم الفرستی میں لکھا گیا ہے۔

علامہ بدر الدین احمد قلدوری علیہ الرحمۃ اس کے شان نزول کے بارے میں فرماتے ہیں۔

”صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے ترجمہ کر دینے کی گزارش کی۔ آپ نے وعدہ فرمایا لیکن دوسرے مشاغل دیرینہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی جب حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی جانب سے اصرار بدھا تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا چونکہ ترجمہ کے لئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لیے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں چنانچہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ ایک دن کاغذ قلم اور دوات لے کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فی البدیہہ ہر جتہ زبانی بولتے جاتے اور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ لکھتے رہے۔“ ملفا“ (54)

کنز الایمان کے بارے میں حضرت محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمۃ ہی کا منصفانہ فیصلہ سنئے۔

”علم قرآن کا اندازہ اگر صرف اعلیٰ حضرت علیہ

الرحمتہ کے اس اردو ترجمے سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں اور نہ اردو میں۔ اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جاسکتا جو بظاہر محض ترجمہ ہے مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں قرآن ہے۔ اس ترجمہ کی شرح حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا شاہ نعیم الدین علیہ الرحمتہ نے حاشیہ پر لکھی ہے، وہ فرماتے تھے کہ دوران شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے استعمال کردہ لفظ کے مقام استنباط کی تلاش میں دن پر دن گزرے اور رات پر رات کٹتی رہی اور بالآخر مآخذ ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل ہی نکلا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ خود شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کے فارسی ترجمہ کو سراہا کرتے تھے، لیکن اگر حضرت سعدی علیہ الرحمتہ اردو زبان کے اس ترجمہ کو پاتے تو فرما ہی دیتے کہ ترجمہ قرآن شے دیگر است و علم القرآن شے دیگر۔“ (55)

سید محمد محدث کچھو چھوی علیہ الرحمتہ نے بھی قرآن کا ترجمہ کرنے کا شرف کیا ہے۔ لیکن افسوس کہ آپ کے ترجمہ کو عام کرنے کی کوشش نہیں کی گئی اور نہ ہی اس کے محاسن کو اجاگر کیا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی طرح آپ نے بھی عدیم الفرستی ہی میں قرآن کریم کا ترجمہ ”معارف القرآن“ مکمل فرمایا ہے۔ علامہ سید محمد منی الاثرنی الجیلانی مدظلہ اس کے شان نزول میں یوں رطب اللسان ہیں:-

”قرآن کریم کے صحیح مفہوم و مطلب سے دنیا والوں کو خبردار کرنے کی

ضرورت کو سید محمد محدث علیہ الرحمۃ نے شدت کے ساتھ محسوس کیا اور دینی تبلیغی مصروفیتوں کے باوجود قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کا قصد فرمایا، ترجمہ فرمانے کا کیا نرالا انداز تھا۔ تبلیغی پروگرام میں کوئی کمی نہیں، ایک عالم اپنے ساتھ رکھے ہوئے ہیں، مستند و معتمد علیہ تفاسیر کا اچھا خاصا ذخیرہ جو ان کے ساتھ رہتا ہے نگاہوں کے سامنے ہے، ترجمہ بولتے جا رہے ہیں، وہ لکھتا جا رہا ہے۔ ویننگ روم میں بیٹھے ہوئے ترجمہ لکھا رہے ہیں، گاڑی پر سفر کر رہے ہیں ترجمہ بول رہے ہیں اور رمضان کے موقع پر مکان آئے ہوئے ہیں اور اس دینی کام میں مصروف ہیں 6 ذی الحجہ 1366ھ میں پورے قرآن کا ترجمہ ختم فرما کر تفسیر کی طرف متوجہ ہوئے۔“ (56)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے اس بامحاورہ اور شستہ ترجمے کے ابتدائی حصے جب اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی نظر سے گزرے تو بے ساختہ فرمایا:-

”شہزادے! اردو میں قرآن لکھ رہے ہو۔“ (57)

محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے ترجمہ فرماتے وقت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ترجمہ سامنے رکھا اور پھر ”کنز الایمان“ کی ساری معنوی خوبیوں کو نہایت ہی احسن طریقے سے ”معارف القرآن“ میں سمو دیا۔ اگر بنظر غائر ان دونوں ترجموں کا مطالعہ کیا جائے تو دونوں میں کافی مماثلت محسوس کی جائے گی۔ یہاں دونوں تراجم کے چند مقامات کا بلا تبصرہ تناسبی موازنہ پیش کیا جاتا ہے۔

1= اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ الفاتحہ آیت 4

کنز الایمان = ”ہم کو سیدھا راستہ چلا“

معارف القرآن = ”چلا ہم کو راستہ سیدھا“

2= ذُكِرَ الْكِتَابُ لَا يَرِيْبُ فِيْهِ۔ البقرہ آیت 2

کنز الایمان = ”وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں۔“

معارف القرآن = ”وہ کتاب کہ کبھی قسم کا شک نہیں جس میں۔“

3= وَ مَكْرُوًا وَ مَكْرَاللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرَ الْمَاكِرِيْنَ۔ آل عمران

موقع پر آپ نے فرمایا:-

”تم نے دیکھا یہ حالت ہے ان لیڈر بننے والوں کے جذبات کی، کیا شریعت کو بدلتے مسلتے اور پاؤں کے نیچے کھلتے اور خیر خواہ اسلام بن کر مسلمانوں کو چھلتے ہیں، مولات مشرکین ایک معاہدہ مشرکین و استعانت بالمشرکین تین مسجدوں میں اعلاء مشرکین چار ان سب میں بلا مبالغہ یقیناً ”قطعاً“ لیڈروں نے خنزیر کو دنبے کی کھال پہنا کر حلال کیا ہے۔“ (59)

مولانا شاہ فضل رسول قادری علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقع پر 1899ء میں بھی علماء و مشائخ نے متفقہ طور پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ہی کو اپنا رہبر و راہنما تسلیم کیا کہ آپ بریلی شریف میں مرکز کی حیثیت سے رکھیں گے اور اپنی تحریرات کے ذریعہ مختلف امور میں راہنمائی کریں گے۔ علامہ قاضی محمد یسین صاحب علیہ الرحمۃ (والد بزرگوار محمد عبدالحکیم قاضی ایم اے) نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ سے ایک فتویٰ منگوا کر ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیا اس فتوے میں صاف درج تھا کہ مسلمانوں کے لیے کانگریس میں شامل ہونا ”حرام“ ہے وطن کی آزادی کے لئے مسلمان، ہندوؤں میں مدغم ہونے کی بجائے اپنی علیحدہ تنظیم کریں“ (60)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء و تلامذہ نے دو قومی نظریہ کو فروغ دیا۔ جید علماء و مشائخ کی کثیر تعداد موجود تھی، ہر ایک اپنی جگہ آفتاب و مابتاب کی حیثیت رکھتے تھے، ان میں سے ہر ایک خود اپنی ذات میں ”مجلس“ ہیں۔ مگر جب بھی ان اکابرین کو ”میر“ کی ضرورت ہوئی تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی طرح میر مجلس کے قرعہ فل میں بھی تلمیذ اعلیٰ حضرت سید محمد محدث کچھو چھوی علیہ الرحمۃ ہی کا نام نکلا۔ (61)

سید محمد محدث کچھو چھوی علیہ الرحمۃ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی قائم کردہ تنظیم جماعت رضائے مصطفیٰ کے تاحیات صدر رہے بنارس سنی کانفرنس کے بالاتفاق عمومی صدر اور اس کانفرنس کے استقبالیہ کے بھی صدر آپ ہی تھے۔

آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے بعد ملی الاعلان دو قومی نظریہ کا پرچار کرتے ہوئے قیام پاکستان کی راہ ہموار فرمائی آل انڈیا سنی کانفرنس اور اجیر سنی کانفرنس کے موقع پر آپ کے خطبات کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے موقع پر آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا:-

”آل انڈیا سنی کانفرنس کا پاکستان ایک ایسی خود مختار آزاد حکومت ہے جس میں شریعت اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہو جس کو مختصر طور پر یوں کہیے کہ خلافت راشدہ کا نمونہ ہو، ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت ساری زمین پاکستان ہو جائے۔“ (61)

5_ 6 رجب المرجب 1365ھ کو سنی کانفرنس اجیر شریف میں آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا:-

”میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا کہ پاکستان بنانا صرف سینوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے نہ شاعری ہے اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بنا پر ہے پاکستان کا نام بار بار لینا جس قدر ناپکوں کو چڑ ہے اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے اور اپنا اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے پورا نہیں کرتا؟ اب رہا پاکستان کا رنیلالی است۔“ (64)

فروری 1946ء میں پھونڈ ضلع اوناہ میں سنی کانفرنس کے موقع پر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی طرح آپ نے بھی کانگریس کی سخت مخالفت فرمائی خطبہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:-

”مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ حلقہ جات میں کانگریس کو ہزیمت دینے کی ہر ممکن سعی کریں آل انڈیا سنی کانفرنس اور اس کے تمام کارکن اپنی تمام تر کوششیں حلقہ جات انتخابات میں کانگریس کی مخالفت میں صرف کردیں۔“ (65)

المختصر سید محمد محدث کچھو چھوی علیہ الرحمۃ نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے دو قومی نظریہ کا پرچار کر کے علیحدہ وطن پاکستان کے لئے راہ ہموار فرمادی اور پھر اللہ عزوجل اور اس کے محبوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل

14 اگست 1947ء کو ہمارا پیارا وطن پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ (66)

پاکستان بننے کے فوری بعد تقریباً 1948ء میں حضرت محدث اعظم کچھو چھوی علیہ الرحمۃ صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ تاج العلماء محمد عمر نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ پاکستان تشریف لائے مسئلہ درپیش تھا کہ پاکستان اس تمام سنی علمائے کرام کی ایک تنظیم قائم کی جائے تاکہ یہ اہل سنت و جماعت کی صحیح رہنمائی کرے چنانچہ کئی نام تجویز ہوئے سید محمد محدث اعظم کچھو چھوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہندوستان میں دیوبندی علماء کی جماعت کا نام جمعیت علمائے ہند ہے تو کیوں نہ اس کے مقابلے پر پاکستان علمائے اہلسنت کی جماعت کا نام جمعیت علمائے پاکستان رکھا جائے اور پھر آپ نے اس نام کی افادیت میں اپنے مخصوص انداز میں دلائل دیئے صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے سب سے پہلے اس نام سے اتفاق فرمایا بعد میں تمام اکابرین اسی نام پر متفق ہو گئے اس طرح آج جو جمعیت علمائے پاکستان موجود ہے اس کا نام سب سے پہلے حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے رکھا تھا۔ ملخصاً" (67)

ناموس مصطفیٰ ﷺ کی پاسبانی:-

ہندوستان میں بے شک پہلے پہل مولوی اسماعیل دہلوی نے رسوائے زمانہ کتاب تقویتہ الایمان لکھ کر مسلمانان عالم کو کافر و مشرک قرار دیا تھا۔ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے مولوی اسماعیل دہلوی کے تعاقب میں کئی کتابیں الامن و العلی سئل الیسوف الہندیہ، الکو کبتہ الشہابیہ وغیرہ لکھیں لیکن جب بانی دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا کہ ”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (ﷺ) بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتیت محمدی (ﷺ) میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے ہواصر کسی اور زمین یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔“ (68)

جب مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی کتاب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ کتاب براہین قاطعہ میں نہایت دیدہ دلیری سے معلم کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شریف شیطان کے علم سے گھٹانے کی نپاک جسارت کی گئی۔

(69)

اور جب حکیم دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھا کہ ”اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہام کے لئے بھی حاصل ہے۔“ (70)

ناموس مصطفیٰ ﷺ کی پاسبانی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے علماء دیوبند سے مطالبہ کیا کہ یا تو ان عبارات کا صحیح مجمل بیان کیجئے یا پھر توبہ کر کے ان عبارات کو قلم زد کر دیجئے، اس سلسلے میں رسائل لکھے گئے، خطوط بھیجے گئے بالآخر جب علماء دیوبند کسی طرح بھی ٹس سے مس نہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تحذیر الناس کی تصنیف کے تیس سال بعد، براہین قاطعہ کی اشاعت کے قریباً ”سولہ سال بعد اور حفظ الایمان کی اشاعت کے قریباً“ ایک سال بعد 1320ھ میں ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کی خاطر مذکورہ بالا قائلین کے بارے میں ان کی عبارات کی بناء پر فتوئے کفر صادر کیا (71) چنانچہ 1334ھ میں حرمین شریفین کے 35 جلیل القدر علماء کرام نے بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے فتویٰ کی تصدیق فرماتے ہوئے مذکورہ افراد کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا (72) بعد میں پاک و ہند کے جلیل القدر علماء کرام نے بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے فتویٰ پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ (73) اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی طرح ان کے شاگرد رشید سید محمد محدث کچھو چھوی علیہ الرحمۃ نے بھی ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا، آپ نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے تاریخی فتویٰ کی ان الفاظ میں تصدیق فرمائی :-

”لاریب ان فتاویٰ علماء الحرمین المحرمین فی تکفیر هؤلاء الدّٰوٰرین صحیحہ وانا الفقیر ابو الحامد

السید محمد الاشرنی الجیلانی عفا عنہ اللہ الصمد۔“ (74)

آپ نے ناگپور میں یوم رضا کی صدارت فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو یوں خراج عقیدت پیش فرمایا:-

”وہ صرف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا محتاط قلم ہے جس نے منصب قضاء کی ذمہ داریوں کو نہ چھوڑا اور غم سہا، دکھ اٹھایا مگر قانون کی ہر رعایت کو فطری غیظ و غضب پر غالب رکھا یہ تو جب غلام احمد قادیانی نے اپنے کفری دعوائے نبوت کو کسی طرح نہیں چھوڑا، نانوتوی نے ختم زمانہ کے عقیدہ حقہ کی ضرورت سے انکار کر دیا اور اسی پر جما رہا۔ گنگوہی اور انبیٹھوی نے رسول پاک ﷺ کے علم کے بارے میں حضور ﷺ کے مقابلے پر شیطان کے علم کو بڑھایا اور باز نہ آئے، تھانوی علم رسول ﷺ کی سطح کو ہر زید و عمرو صبی و مجنون و بہائم حیوانات کی سطح پر لایا اور ضد کو نہ چھوڑا تو گنتی کے انھیں جیسے چند مجرموں کی توبہ سے مایوس ہو کر اس فرضی شرعی کو ادا فرمایا کہ امت اسلامیہ کو ہوش ہو اور وہ جس کفکش میں پڑ گئے ہیں کہ مجرموں کا ساتھ دیں تو دامن رسول ﷺ ہاتھوں سے نکل جاتا ہے اور رسول پاک ﷺ کے دامن کو تھامے رہیں تو مولوی نما مولویوں سے بے تعلق ہونا پڑتا ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کفکش کا یہ علاج بتایا کہ دامن رسول ﷺ ہی مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے اور اس کے لئے کسی مولودی ملا کی پرواہ نہ کی جائے، رسول پاک ﷺ کا دامن دین و ایمان کا دامن ہے اس کو چھوڑ کر خواہ کچھ ہو جائے مگر مسلمان نہیں رہ سکتے۔“ (75)

غرضیکہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی طرح آپ نے بھی ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے باطل افکار کا تحریری اور تقریری خوب رد فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی طرح سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ سے بھی بد دین و بد مذہب لرزتے اور آپ کے نام سے گھبراتے تھے۔ دیوبندیوں کے بڑے بڑے علماء کو آپ کے مقابلے کی تاب نہ تھی۔ ضلع اعظم گڑھ قصبہ گھوسی میں مولوی عبدالرحیم لکھنوی دیوبندی کو ایک مناظرہ میں ایک ہی نشست میں شکست فاش دے دی اس مناظرہ کو کافی شہرت ہوئی تھی۔ (76) محدث

کچھو چھوی علیہ الرحمۃ کا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے قلمی رابطہ بھی استوار رہا۔
فتاویٰ رضویہ کی ساتویں جلد میں آپ کے ایک استفتاء کا جواب بھی موجود ہے
(77)

سفر آخرت :-

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے وصال بالکمال کے مناظر بڑے ہی
روح پرور ہیں۔ اپنے وصال سے قبل قرآن پاک کی آیت وَ يُطَافُ بِهِمْ بِأَنِیَّةٍ
مِنْ فَضْلِهِ وَ أَكْوَافٍ سے اپنا مادہ تاریخ 1340ھ نکالا۔ سورہ یسین شریف اور
سورہ رعد شریف کی تلاوت سنی بعد میں خود سفری دعائیں پڑھیں پھر کلمہ شریف
پورا پڑھا۔ چہرہ مبارک پر ایک لمحہ نوری چکا اور روح قفسِ عنبری سے پرواز
کر گئی۔ اس طرح آفتابِ علم و ہدایت 25 صفر المظفر 1340ھ کو غروب ہو گیا۔

(78)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے وصال کی خبر کچھو چھو شریف کس طرح پہنچی
یہ ایمان افروز ماجرا بھی سید محمد محدث کچھو چھوی علیہ الرحمۃ ہی کی زبانی سنئے :-
”میں اپنے مکان پر تھا اور بریلی کے حالات سے بے خبر تھا، میرے حضور شیخ المشائخ
(سید محمد علی حسین شاہ اشرفی میاں علیہ الرحمۃ) قدس سرہ العزیز وضو فرما رہے تھے
کہ یکبارگی رونے لگے، یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی کہ کیا کسی کیرے نے کٹ
لیا ہے۔ میں آگے بڑھا تو فرمایا کہ بیٹا! میں فرشتوں کے کاندھے پر قطب الارشاد کا
جنازہ دیکھ کر رو پڑا ہوں، چند گھنٹے کے بعد بریلی کا تار ملا تو ہمارے گھر میں کرام
پڑ گیا۔ اس وقت حضرت والد ماجد قبلہ قدس سرہ کی زبان پر بیساختہ آیا کہ رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ۔ اسی وقت ایک خاندانی بزرگ نے فرمایا کہ اس سے تو تاریخ پھسل
نکلتی ہے“ (79)

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے جنازے کو کاندھا دینے کے شوق میں آدمی پر
آدمی گر رہے تھے لوگوں کی بے خودی کا ایک ایسا عالم تھا جو کسی اور کے جنازے

میں نہیں دیکھا گیا، جنازہ، ہر وقت کم از کم بیس کاندھوں پر رہتا، شہر میں کسی جگہ نماز کی گنجائش نہ تھی اس لئے عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی (80)

سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کا سفر آخرت بھی بہت ہی ایمان افروز ہے۔ آپ نے بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی طرح تسبیح خوانی کے ساتھ آخری سانس لی اور 16 رجب المرجب 1381ھ کو مالک حقیقی سے جا ملے۔ جب آپ کے وصال کی خبر دنیائے سنت میں پہنچی تو ہر سنی پر سکتہ طاری ہو گیا۔ مقامی کالج اور اسکول بند کر دیئے گئے جب جنازہ اٹھانے کا اعلان ہوا تو ہر طرف کھرام بپا ہو گیا۔ رونے اور آہ و فغاں کی صدائیں بلند ہوئیں۔ ہر شخص کندھا دینے کے لئے تڑپتا تھا۔ سینکڑوں لوگ کندھا دینے سے محروم رہے۔ نماز جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی حویلی کے مغربی حصے میں پڑھی گئی۔ (81)

آپ کے وصال کی خبر پاتے ہی مدرسہ منظر اسلام و مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں چھٹی کر دی گئی۔ قرآن خوانی اور فاتحہ ایصال ثواب کے بعد بارگاہ خداوندی میں حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر انور کو نور سے معمور کرے اور جنت الفردوس میں مراتب علیا عطا فرمائے۔ آمین (82) مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خان جیلانی میاں علیہ الرحمۃ اکثر فرماتے کہ محدث اعظم علیہ الرحمۃ کا رخصت ہو جانا نہ صرف عالم اسلام کا خسارہ ہے بلکہ ہمارے خاندان رضویہ کا بھی ذاتی خسارہ ہے جب بھی ہمارے مسائل پیچیدگی اختیار کرتے تو حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ ہی اسے حل فرمایا کرتے تھے۔ (83)

خدا رحمت کند اس عاشقان پاک طینت را

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ اور سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد بھی دونوں شخصیات کی اولاد کے درمیان طویل عرصہ تک بہت ہی خوشگوار تعلقات رہے ہیں۔ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند مولانا سید محمد جیلانی مدظلہ نے تو ایک نہایت ہی اہم کام کیا کہ المیرٹن بمبئی کا ایک عظیم الشان امام احمد رضا نمبر شائع کرایا جس میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

کے مختلف پہلوؤں پر نامور فضلاء نے مقالات پیش کیے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اب بھی دونوں بزرگوں کی اولاد آپس میں شیرو شکر بن کر رہیں تاکہ اغیار کو کسی قسم کی شورش کا موقع نہ مل سکے۔

قطعات وصال:-

دونوں شخصیات کے وصال باکمال پر شاعر فطرت جناب عبدالقیوم طارق پوری نے مادہ ہائے تاریخ اور قطعات لکھنے کا شرف حاصل ہے۔ بخوف طوالت اور موضوع کی مناسبت سے یہاں دونوں عظیم شخصیات کے بارے میں صرف ایک ایک قطعہ نذر قارئین کیا جا رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے وصال پر ایک قطعہ ملاحظہ ہو:-

عارف و عاشق حبیب الہ زیدہ ور صاحب دل آگاہ
فقر و عرفان میں بلند مقام علم و فضل و ہنر میں عالی جاہ
جاں نثاران شاہ دیں کا امام عاشقان نبی کا میر سپاہ
مرشد روزگار و شیخ جہاں وہ خود آگاہ وہ خدا آگاہ
فہم اسرار دیں میں تھا بے مثل غائر و زور رس تھی اس کی نگاہ
تھا خصوصی خدا کا اس پہ کرم اس کی صد ہا کتب ہیں اس پہ آگاہ
اس نے عشق نبی کا درس دیا اور کوئی نہیں فلاح کی راہ
مصطفیٰ ﷺ کی ذرا سی بے ادبی اس سے بڑھ کر نہیں ہے کوئی گناہ
عاشق مصطفیٰ ﷺ کا سل وصال

”نور اللہ قبرہ و ثراہ“ (۱۳۱۷ھ)

حضرت محدث کچھ چھوی علیہ الرحمۃ کے بارے میں بھی قطعہ وصال بہت ہی خوب ہے۔ طارق سلطانپوری نے اس میں آپ کی پوری حیات کا عکس پیش کر دیا ہے۔ پڑھیے اور داد دیجئے:-

وہ کچھ بھمہ کا محدث، سید والا خصل
 فقر میں ممتاز، علم و آگہی میں منفرد
 رہنما و پیش رو تحریک پاکستان کا
 حوصلہ مندی، اولو العزیز کا کوہ سر بلند
 اس کی ساری عمر گزری خدمت اسلام میں
 صرف ہر حق تھی اس کی دوستی و دشمنی
 کوئی دنیاوی مفاد اس کے نہ تھا پیش نظر
 درد ملت سے سرپا اضطراب اس کا وجود
 ”مایہ ناز گلاب باغ سمنانی“ کے ساتھ =
 ”فخر و ناز اہل عرفاں“ اس کا ہے سال وصال

1381ھ (84)

محمد رفیع

ماخذ و مراجع (حواشی و حوالے)

(1) ماہنامہ الاشرف کراچی دسمبر 1996ء ص 18 (مضمون: ابو محمد سید احمد اشرف شاہ الاشرفی الجیلانی)

(2) سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر، پیر حیات محدث اعظم ہند کچھو چھوی مطبوعہ کراچی ص 24

(3) محمد ابراہیم خوشتر صدیقی، مولانا: تذکرہ جمیل مطبوعہ دہلی 1412ھ ص 209

(4) محمد امانت رسول قادری، مولانا: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی 1987ء ص 131

(5) شاہ محمد عارف اللہ قادری، مولانا: ازکار حبیب رضا مطبوعہ لاہور 1976ء ص 24

(6) سید خلیل احمد قادری، مولانا: سید دیدار علی شاہ کی سوانح حیات مطبوعہ لاہور ص 20-19

(7) ماہنامہ آستانہ کراچی مئی 1996ء ص 69

(8) حشمت علی خاں لکھنوی، مولانا: الصوارم البندیہ مطبوعہ لاہور 1975ء ص 146

(9) محمد صابر نسیم، ستوی، مولانا: اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ لاہور 1976ء ص 133

(10) محمد جلال الدین قادری، مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور 1978ء ص 131 '130

(11) سالنامہ معارف رضا کراچی (مرتبہ سید محمد ریاست علی قادری) 1983ء ص 324

(12) احمد رضا خان بریلوی، اعلیٰ حضرت: الاستداد علی اجیال الارتداد مطبوعہ لاہور ص 92

(13) سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر، پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھو چھوی مطبوعہ کراچی ص 42

نوٹ:- حضرت محدث ہند کچھو چھوی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ میرا مرشد مولانا سید احمد اشرف کچھو چھوی علیہ الرحمۃ اس وقت تک تقریر شروع نہیں کرتے تھے جب تک چشم تصور سے سرکار دو جہاں رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نہ کر لیتے تھے صابر

(14) سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر، پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھو چھوی مطبوعہ کراچی
ص 45

(15) محمد امانت رسول قادری، مولانا: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی 1987ء ص
106

(16) ماہنامہ ضیائے حرم لاہور جنوری 1997ء ص 76 (مضمون: مولانا اقبال احمد اختر
القادری)
(17) ایضاً

(18) محمد منشاء تابش قصوری، مولانا: مقالات اشرفیہ مطبوعہ لاہور 1997ء ص 79-78
نوٹ:- گل اشرفیت ابو المسعود شاہ سید محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی 85 برس کی عمر
میں 21 نومبر 1996ء بروز جمعرات لکھنؤ میں وصال فرما گئے ہیں۔ ان کی رحلت عالم
اسلام کا بہت بڑا نقصان اور عظیم سانحہ ہے۔ صابر
(19) تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے:-

(1) شاہ مانا میاں قادری، مولانا: موانح حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی مطبوعہ کراچی
1970ء

(2) محمد جلال الدین قادری، مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور

(3) عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، علاوہ: سیرت امام احمد رضا مطبوعہ لاہور

(4) محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر: آئینہ رضویات 12 مطبوعہ کراچی

(5) عبدالنبی کوکب، قاضی: مقالات یوم رضا مطبوعہ لاہور

(6) محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری، پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی

(20) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1997ء ص 34

(21) محمد صابر نسیم، ستوی، مولانا: اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ لاہور 1976ء ص 24

(22) سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر، پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھو چھوی مطبوعہ کراچی
ص 34

(23) نقی علی خان بریلوی، مولانا: سرور القلوب فی ذکر المحبوب مطبوعہ لاہور 1985ء صفحہ

(24) سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھو چھوی مطبوعہ کراچی

ص 33
دیکھئے:-

(25) محمد ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت، 1 مطبوعہ کراچی ص 1

محمد محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علماء اہلسنت مطبوعہ لاہور ص 235

(26) دیکھئے:- احمد رضا خان بریلوی، اعلیٰ حضرت النور والفضیاء فی احکام بعض الاسماء

مطبوعہ لاہور 1991ء

(27) محمد صابر نسیم، ستی، مولانا: اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ لاہور 1976ء ص 25

محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری، پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی

1992ء ص 322

(28) دیکھئے محمد ظفر الدین بہاری، مولانا: حیات اعلیٰ حضرت ج 1 مطبوعہ کراچی ص 31

تا 36

(29) دیکھئے سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھو چھوی مطبوعہ

کراچی ص 36 تا 39

(30) ماہنامہ المیران بجئے مارچ 1976ء امام احمد رضا نمبر ص 247

(31) محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری، پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ

کراچی 1992ء ص 322، 323

(32) دیکھئے (1) ایضاً..... ص 323

(2) سید محمد مظاہر اشرف، ڈاکٹر پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھو چھوی مطبوعہ کراچی ص

38 تا 39

(3) ماہنامہ المیران بجئے مارچ 1976ء امام احمد رضا نمبر ص 241

(33)..... ص 244

(34)..... ص 243

(35)..... ص 245

(36)..... ص 247 تا 248

(37) ص 248

(38) ص 243

(39) محمد صادق قصوری، مجید اللہ قادری، پروفیسر: تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ

کراچی 1992ء ص 323

✓ (40) محمد جلال الدین قادری، مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور

1978ء ص 257

✓ (41) حسنین رضا خان بریلوی، مولانا: سیرت اعلیٰ حضرت و کرامات مطبوعہ لاہور ص

40'41

✓ (42) محمد جلال الدین قادری، مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور

1978ء ص 136

✓ (43) احمد رضا خان بریلوی، اعلیٰ حضرت: الخطبات الرضویہ مطبوعہ لاہور ص 48

(44) سید محمد محدث کچھو چھوی، مولانا: فرش پر عرش مطبوعہ لاہور 1997ء ص 1

(45) ماہنامہ المیزان مبینے مارچ 1976ء امام احمد رضا نمبر ص 248

✓ (46) دیکھئے احمد رضا خان بریلوی، اعلیٰ حضرت: حدائق بخشش مطبوعہ کراچی 1976ء

(47) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر (1) ص 87

(48) دیکھئے: سید محمد محدث کچھو چھوی، مولانا: فرش پر عرش مطبوعہ لاہور 1997

✓ (49) محمود احمد قادری مولانا: مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ لاہور 1986ء

ص 204

✓ (50) امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے نعتیہ اشعار "حدائق بخشش"

اور سید محمد محدث کچھو چھوی علیہ الرحمۃ کے نعتیہ اشعار "فرش پر عرش" مطبوعہ لاہور

1997ء سے لئے گئے ہیں۔ صابر

(51) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر (1) ص 36

✓ (52) بدر الدین احمد قادری، مولانا: امام احمد رضا اور ان کے مخالفین مطبوعہ لاہور

1985ء ص 322

(53) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر (1) ص 80

(54) بدر الدین احمد قادری، مولانا: امام احمد رضا اور ان کے مخالفین مطبوعہ لاہور

1985ء صد 373-374

(55) ماہنامہ المیزان بیسے مارچ 1976ء امام احمد رضا نمبر ص 245
نوٹ :- کنز الایمان کے محاسن دیکھنے کے لئے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ بہت ضروری

ہے۔

- (1) شیر محمد اعوان، ملک: محاسن کنز الایمان مطبوعہ لاہور
- (2) غلام رسول سعیدی، مولانا: ضیائے کنز الایمان مطبوعہ لاہور
- (3) عبد الحکیم اختر شاہ جہانپوری، مولانا: خصائص کنز الایمان مطبوعہ لاہور
- (4) محمد طاہر القادری، پروفیسر، ڈاکٹر: کنز الایمان کی فنی حیثیت مطبوعہ لاہور
- (5) عبد الرزاق بہتر الوی، مولانا: تسکین الجنان فی محاسن کنز الایمان مطبوعہ لاہور
- (6) راؤ سلطان الجہاد: ایک قرآن ایک ترجمہ مطبوعہ لاہور
- (7) عبدالستار خان نیازی، مولانا: کنز الایمان کے خلاف سازش کا مثبت جواب مطبوعہ

لاہور

- (56) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر (1) ص 52
- (57) محمود احمد قادری، مولانا: تذکرہ علماء اہلسنت مطبوعہ لاہور 1992ء ص 235
- (58) دیکھئے (i) احمد رضا خان بریلوی اعلیٰ حضرت: کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن مطبوعہ

لاہور

- (ii) سید محمد محدث کچھوچھوی مولانا: معارف القرآن مطبوعہ احمد آباد
- (59) سید عالم قادری: سنی کانفرنس مطبوعہ کراچی 1978ء ص 18
- (60) محمد عبد الحکیم قاضی: تحریک پاکستان اور اس کے عوامل مطبوعہ لاہور ص 75

نوٹ:- تفصیل کے درج ذیل کتابیں ملاحظہ ہوں:-

- (1) سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا: الخطبات الاشرافہ مطبوعہ لاہور
- (2) محمد مسعود احمد پروفیسر: فاضل بریلوی اور ترک موالات مطبوعہ لاہور
- (3) محمد جلال الدین قادری مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور
- (4) صابر حسین شاہ بخاری سید: امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان مطبوعہ

لاہور

(5) اقبال احمد اختر قادری مولانا: امام احمد رضا معمار پاکستان مطبوعہ لاہور

(61) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1996ء محدث اعظم نمبر 6 ص

(62) محمد صادق قصوری مجید اللہ قادری پروفیسر تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی

1992ء ص 323

(63) ✓ محمد جلال الدین قادری مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور 1978ء

ص 277

(64) ✓ محمد جلال الدین قادری مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور 1978ء

ص 306

(65) ✓ محمد جلال الدین قادری مولانا: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ لاہور 1978ء

ص 314

(66) تفصیل کے لئے دیکھئے:-

(1) محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان مطبوعہ لاہور

(2) عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری مولانا: محدث اعظم کچھوچھوی اور پاکستان مطبوعہ لاہور

(3) محمد اعظم نوارنی مولانا: محدث اعظم ہند کچھوچھوی اور تحریک پاکستان مطبوعہ لاہور

(67) دیکھئے:-

سید محمد مظاہر اشرف ڈاکٹر پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھوچھوی مطبوعہ کراچی ص 113

تا 115

(68) ✓ محمد قاسم نانوتوی مولوی: تذکرہ الناس مطبوعہ دیوبند ص 28

(69) خلیل احمد سارنپوری مولوی: براہین قاطعہ مطبوعہ لاہور ص 55

(70) ✓ اشرف علی تھانوی مولوی: حفظ الایمان مطبوعہ لاہور ص 16

(71) ✓ احمد رضا خان بریلوی اعلیٰ حضرت: حسام الحرمین مطبوعہ لاہور 1985ء ص 7

(ہیرایہ آغاز: محمد عبدالحکیم شرف قادری علامہ)

دیکھئے:-

احمد رضا خان بریلوی اعلیٰ حضرت: المعتمد المستند بناء نجاه الابد 1320ھ مطبوعہ ر

دیکھئے۔

ل (72) احمد رضا خان بریلوی اعلیٰ حضرت : حسام الحرمین علیٰ منہاج کفر والمین مطبوعہ لاہور

1985ء

س (73) دیکھئے۔ حشمت علی خان لکھوئی مولانا: الصوارم النندیہ مطبوعہ لاہور 1975ء

✓ (74) دیکھئے۔ حشمت علی خان لکھوئی مولانا: الصوارم النندیہ مطبوعہ لاہور ص 94

(75) ماہنامہ المیران مجبے مارچ 1976ء امام احمد رضا نمبر ص 247

(76) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر (1) ص 30

(77) احمد رضا خان بریلوی اعلیٰ حضرت : العطایا البویہ فی القتای الرضویہ مطبوعہ کراچی

ص 238

✓ (78) دیکھئے۔ حسنین رضا خان بریلوی مولانا: ایمان افروز و صلیا مطبوعہ لاہور

(79) ماہنامہ المیران مجبے مارچ 1976ء امام احمد رضا نمبر ص 259

✓ (80) حسنین رضا خان بریلوی مولانا: ایمان افروز و صلیا مطبوعہ لاہور ص 28

(81) سید محمد مظاہر اشرف ڈاکٹر پیر: حیات محدث اعظم ہند کچھوچھو مطبوعہ کراچی ص

133 '134

(82) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر (1) ص 82

(83) ماہنامہ آستانہ کراچی جنوری 1995ء محدث اعظم نمبر (1) ص 7

(84) دیکھئے

عبدالقیوم طارق سلطانپوری: ریاب تاریخ 1416ھ (قلبی)

مرکز علم و حکمت و عرفان ہے بریلی بھی اور کچھوچھ بھی
عظمت دین مصطفیٰ کے لئے ہے اہم جدوجہد دونوں کی
عاطفان عقیدہ توحید ہیں یہ دونوں نقیب عشق نبی
ان کا مقصود زیست تھا یکساں ان کی آپس میں تھی ہم آہنگی
حرف حق امتیاز تھا ان کا کلمہ صدق تھی شناخت ان کی
روشنی ان مراکز حق سے چار سو بزم دہر میں پھیلی



یہ مقالہ ہے منفرد لا ریبٹ ایک نادر مرقع خوبی
ہے یہ تذکار شخصیات عظیم جن پہ نازاں ہے نوع انسانی
پیکران عزیمت و جرات عاشقان جمل مصطفوی
محنت اسکو تیار کرنے میں خوب صابر حسین شاہ نے کی
فکر انگیز یہ مقالہ ہے حق پرستوں کی داستان جلی

اس کی تاریخ طبع از سر ”طیب“ = ”ذکر اہل کمال“ ”عمر“ کسی

مِنْ طَيْحِ الرِّسْوَلِ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ

التَّحْقِيقُ الْبَيَّاعُ

فِي

حَقُوقِ الشَّاعِ

مَرْتَبِهِ

سَيِّدُ الْعُلَمَاءِ حَضْرَتُ مَوْلَانَا مُفْتَى ابِوَالْحَامِدِ مُحَمَّدِ سَيِّدِ صَادِقِ شَرَفِي
جِيلَانِي مُحَدَّث

جَيْدِ پَرِسِ دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز پچھوٹا فرض میں اس میں سے تین وقت کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس صحابی کو معاف فرمادی یہ کس حدیث میں ہے اور وہ اس مرتبہ کی ہے کہ قرآن شریف کی ناسخ ہو سکتی ہے یا نہیں؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار ہوا کہ جس چیز کو چاہیں حلال فرمادیں اور جسکو چاہیں حرام فرمادیں یہ اختیار کس آیت یا حدیث میں ہے۔
حضرات مشیعہ اپنے آئمہ کو بھی یہی اختیار دیتے ہیں۔ یہ اہلسنت والجماعت کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں۔

ببینوا بالکتاب تو حیر و ایوم الحساب

محمد عبد الرحمن ڈھالگر ٹولہ جون پور۔ - تباہ کجھارا پر پیل

الجواب اللہم ھدنا الی الحق والصواب

(۱) مسند امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایسی سند ہے جس کے تمام راوی ثقہ اور رجال صحیح مسلم سے ہیں یہ حدیث مروی ہے کہ حدیث شامحمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن قتادة عن لقی بن عاصم عن رجل منہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی انہ لا یصلی الا صلاۃ ین فقبل ذالک سنۃ یعنی ایک شخص بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازین پڑھا کرونگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو قبول فرمایا لیکن وہ واقعات کی فہرست مجمل طور پر کتاب مستطاب النموذج اللیب صلی فی خصائص المجید میں لجلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درج کی ہے کن افی الامن والعلی البجد المائتۃ المحاضرۃ اس قسم کے واقعات میں نسخ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ان واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض احکام شریعت سے بعض لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مستثنیٰ فرمادیا اور جو چیز تمام امت پر فرض تھی اسے یا حرام تھی اور ہے وہ حکم اس شخص

خاص کیلئے رہا اسی طرح اس قسم کے واقعات کی روایات میں ایسی قوت کا دیکھنا جو اس
قرآن شریف ہو سکے بڑی بے علمی کی بات ہے۔ کیونکہ اول تو یہ موقع نسخ ہی مان لیا جائے
تو اصل نسخ اس شخص کیلئے جس کے حق میں نسخ ہوا وہ ارشاد ہے جو اب پاک مصطفیٰ نے
فرمایا اور اس شخص نے خود اپنے کانوں سے اس ارشاد کو سنا جس میں راویوں کا کوئی
واسطہ نہیں ہے تو اس شخص خاص کیلئے وہ ارشاد نبوی حجت قطعیہ ہے ہو گیا جس سے
بڑھ کر اور قوی تر شریعت مطہرہ میں کوئی دلیل ہی نہیں ہے البتہ اس واقعہ کی روایت
ہم لوگوں تک راویوں کے ذریعہ سے پہونچی اور اس روایت میں ہم لوگوں کے حق میں
اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جس کو چاہیں
اور جیسا حکم چاہیں مثنیٰ فرمائیں ایت ہائے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و خصال
سے ہے اور باب فضائل میں حدیث مذکور بلا فتنہ منکر حجت ہے۔ واللہ
ورسولہ اعلم :-

(۲) قرآن کریم میں فرمایا ما اتکم الرسول فخذوا وما نهاکم عند فانہو
جو حکم وغیرہ رسول تم کو دیں تم اس کو اختیار کرو اور جس سے روکیں اس سے باز رہو
اور اس آیت کریمہ کے متعلق ہمالیہ پہاڑ سے زیادہ بہاری حجت مستفتی یہ ہے
کہ اُن کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی کو بھی اپنے ترجمہ قرآن میں تسلیم کرنا پڑا
ہے کہ اس آیت سے احکام شریعت میں بھی اختیار نبوی ثابت ہوتا ہے۔

دوسری آیت الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یحبہ وہ
مکتوبا عندہم فی التورۃ والانجیل یا مہم بالمرحوف ویخفاہم
عن المنکر ویجلب لہم الطیبات ویمر علیہم الخباثت الایدہ۔ جو لوگ
پیروی کرتے ہیں اس نبی امی کی جس کو پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے نزدیک توریت و
انجیل میں جو ان کو حکم دیتا ہے نیکی کا اور روکتا ہے اُن کو بُرائی سے اور حلال فرماتا
ہے اُن کے لئے پاکیزہ چیزوں کو اور حرام فرماتا ہے اُنہیں پاکیزوں کو :-

تیسری آیت قاتلوا الذین کافروا الذین کافروا باللہ والیوم الآخر والکافر من

ما حرم اللہ رسولہ لرواۓ سے جو نہیں مانتے اللہ کو اور پچھلے دن کو اور نہیں حرام
جانتے جسکو حرام کر دیا اللہ نے اور حرام کر دیا رسول اللہ نے۔

چوتھی آیت ما کان ملومن ولا مومنا اذا قضی اللہ ورسولہ امر ان ینکون
لہم الخیرۃ من انفسہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضلّ ضلالتا مبینا
کوئی حق نہیں کسی مسلمان مرد و عورت کو جبکہ کہے اللہ کا رسول کسی کام کا کہ اُن کے لئے کچھ
اختیار ہے اپنی جانب سے اور جو حکم نہ مانے اللہ کا اور جو حکم نہ مانے رسول اللہ کا وہ بلا
شبہ کھلی ہوئی گمراہی میں بہک گیا ہے یہ منہ نمونہ چند آیات ہیں جن میں قرآن عظیم
میں صاف صاف فرمایا کہ رسول اللہ کا ہر حکم شرعی واجب التعمیل ہے وہ جو چاہیں حکم
ویں اور جس چیز سے چاہیں روکیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حلال فرمائے
ہیں اور حرام فرمائے ہیں جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرام فرمادیں جو اس کی حرام نہ مانے
اس سے جہاد کا حکم ہے جس چیز کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم دیں اسکو نہ ماننے
کا کیسا اختیار نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کو جو نہ مانے وہ سخت
گمراہ ہے۔ ان آیات کریمہ میں سے بھلی آیت کی شان نزول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غلام ازا حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح کا
پیغام اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دیا جس سے
آنحضور نے اور اُن کے بہائی عبد اللہ ابن جحش رضی اللہ عنہ نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ حضرت
زید ان کے کفو نہ تھے اور شرعاً عورت کو حق حاصل ہے کہ اس بات میں انکار کر سکے خصوصاً
جبکہ اس کے خاندان کی شرافت و ثریا سے بھی بالاتر ہو مگر اس پیام کے نہ ماننے پر اللہ
رب العزت نے وہ الفاظ ارشاد فرمائے جو اللہ کے فرض کئے ہوئے کسی کام کو نہ ماننے
پر فرمائے جاتے اور پھر اُس کے ساتھ آیہ کریمہ میں اپنا نام پاک بھی شامل فرما دیا کہ
وہ ہمارا ہی فرمانا ہو گیا اور وہ بات فرض قطعی ہو گئی مسلمانوں کو اُس کے نہ ماننے کا
کچھ اختیار نہ رہا اس بنا پر ہم اُسے آئمہ دین خدا و رسول کے فرض میں یہ فرق کیسے نہیں
کر رسول کا فرض کیا ہوا قوی ہے اور خدا کا فرض کیا ہوا اقوی ہے۔ احکام شریعت حضور

ہم نے اس آیت میں یہ بات فرمائی ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کو ماننا واجب ہے اور جو حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس کو ماننا واجب ہے اور جو حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کو ماننا واجب ہے اور جو حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس کو ماننا واجب ہے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد میں وہ جو کچھ چاہیں واجب کر دیں اور جو کچھ چاہیں ناجائز
 کر دیں اور جسکو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ فرما دیں۔ میزان امام شعرانی باب الوصو میں
 حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ کان الامام ابو حنیفہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ من الکفر الا ثمة ادبا مع اللہ تعالیٰ ولذا لک لہم یجعل لہم
 فرہما وسمیٰ للوثر واجبا لکرمھما شہتا بالسنۃ لا بالکتاب ففعل بذلک تمیز
 ما اوجبه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فان ما فرضہ اللہ تعالیٰ استثنیٰ
 مما فرضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ذات نفسه حین خیر اللہ تعالیٰ
 ان یوجب ما شاء اولاً یوجب یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اکابر
 آئمہ سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کیساتھ اور اس سے زیادہ ادب ہے چنانچہ انھوں نے وضو
 میں نیت کو فرض نہ کیا اور نماز وتر کو واجب کہا کیونکہ یہ دونوں چیزیں حکم نبوی سے ہیں
 جبکہ قرآن میں حکم نہیں اس طریقہ سے انھوں نے اللہ تعالیٰ کے فرض کیے ہوئے اور رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب کئے ہوئے میں فرق کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرض کیا ہوا
 اقویٰ ہے اس سے جس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے فرض کیا ہو جبکہ
 یہ اختیار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہی دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب
 کر دیں اور جسے چاہیں نہ کریں۔

امام شعرانی نے اس اصل کی بنا پر احکام کی چند مثالیں دیتے ہوئے فرمایا کان الحق تعالیٰ
 جل لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یشوع من قبل نفسه ما شاء کمافی حدیث
 تحریم سحر مکہ فان عہد العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لہ یارسول اللہ
 الا الا ذکر فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا الا ذکر ولو ان اللہ تعالیٰ لہ
 یحیل لہ ان یشوع من قبل نفسه لم یتجمل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان
 لیستثنیٰ شیئاً مما احرام اللہ تعالیٰ یعنی حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 حق دیا تھا کہ اپنی جانب سے جو چاہیں شریعت مقرر کریں جیسا کہ حرم مکہ منظرہ کے درخت
 اور گھاس سے اوخر گھاس کو جب حضرت عباس نے عرض کیا کہ مستثنیٰ فرما دیجئے تو حضور

نے اس کو مستثنیٰ فرمایا کہ اس کا ٹائنا جائز ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے شریعت مقرر فرمانے کا حق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس بات کی جرأت نہ فرماتے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمادیا ہے اس میں سے کچھ بھی مستثنیٰ فرمائیں امام شجرانی نے جس حدیث کا تذکرہ فرمایا ہے وہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نیز اسی صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نیز سنن ابن ماجہ میں حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند صحیح مروی ہے۔

میزان الشریعت الکبریٰ میں قانون شریعت کی چند قسمیں بتائی ہیں ایک وہ جس کے لئے وحی الہی النبی ما اباح الحق تعالیٰ لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یسند علی رایہ ہو کتھیم لبس التحریر علی الرجال وفق لد فی حدیث تھیم مکملہ الا ذخرو لو کان اللہ کان یحرم شمعہ بنات الحرام لم لیثش صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ذخرو و نحو حدیث لو کان اشق علی امتی لا حضرت العشاء الی ثلث اللیل و نحو حدیث لو قلت نعم لوجبت و لم تستطیعوا فی جواب من قال لہ فی فرائض الحج اکی عام یا رسول اللہ قال لا طو قلت نعم لوجبت و قل کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخفف علی امۃ و ینصف اھلہم عن کثیرۃ السوال و یقول ان ترکونی ما ترککم اکا یا مختصام یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے کہ حق تعالیٰ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اجازت دیدی کہ اپنی رائے سے جو طریقہ چاہیں قائم فرمادیں۔ مثلاً مردوں کو ریشم پہننے کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حرام فرمادینا اور تحریم مکہ کی حدیث میں اذخر گھاس کو مستثنیٰ فرمادینا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مکہ کی ہر جہڑی بوٹی کا کٹنا حرام نہ فرمادیا ہوتا تو اذخر کو مستثنیٰ کرنے کی کیا حاجت تھی اور مثلاً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر میری امت پر بوجھ نہ ہو جانا تو میں نماز عشاء کے وقت کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اور مثلاً جب حضور فرضیہ حج بیان فرما رہے تھے اور کسی نے پوچھا کہ کیا ہر سال

حج فرض ہے؟ یا رسول اللہ تو حضور کا فرمانا کہ نہیں اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال حج واجب ہو جائے اور تم نہ کر سکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کہ یہ سعی کہ اپنی اہل بیت پہ آسانی فرماتے اور ان کو زیادہ سوال کرنے سے روکتے اور فرماتے کہ جبکو چھوڑے رکھو جب تک تم کو کسی حکم سے اذاد رکھوں۔ امام کی عبارت ہاں ہے کہ میں نماز عشا کے مؤخر فرمانے کی جو حدیث ہے اس کو متعدد محدثین نے روایت کیا ہے چنانچہ معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مسند امام احمد و سنن ابو داؤد و ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ حدیث مروی ہے اور وہ حدیث جس میں فرمایا کہ اگر میں ہاں فرما دوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے متعدد کتب صحاح میں موجود ہے چنانچہ مسند امام احمد و صحیح مسلم و نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور مسند امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ میں حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اور مسند امام احمد و دارمی و نسائی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور میزان کا پچھلا مضمون کہ مجھے چھوڑے ہو جب میں تم کو آذاد رکھوں یہ بھی صحیح مسلم و سنن نسائی میں اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہے جس میں فرمایا کہ لو قلت نعم لوجیب و لما استطعتم اگر میں کہہ دیتا کہ ہاں تو حج ہر سال واجب ہو جاتا اور تم نہ کر سکتے پھر فرمایا ذر ونی ما ترککم فانما هلك من كان قبلكم بكثره سوء الهمة واختلافهم على انبيائهم فاذا امرتكم لشيئ فالتوا منه ما استطعتم و اذا تخفيتكم عن شئ فذر عوه مجھے چھوڑے رہو جب میں تمہیں آذاد رکھوں کہ پہلی امتیں ہلاک ہوئیں زیادہ پوچھنے اور بے انبیاء کے خلاف منشا چلنے سے تو میں تم کو جس چیز کا حکم دوں حتی الامکان اسکو انجام دو اور جب میں تم کو کسی چیز سے روکوں تو اس کو چھوڑ دو اس کو ابن ماجہ نے بھی تواتر کیا ہے حدیث کا یہ ٹکڑا تفسیر سے۔ اس آیت کریمہ کی جس سے جواب دوم شروع کیا

گیلے کہ ما انا کما المرسلون فخذوا وما آتاكم من عند الله فانتم رسول الله
 مات کا حکم وہ اس کی تعمیل کرو اور جس سے روکیں اس سے باز رہو۔ واللہ المجہد السامع
 امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم بانہ یخص من شاء بما شاء من الاحکام۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ جس سے جس حکم کو چاہیں خاص فرمادیں۔

امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں ایک باب وضع فرمایا باب اختصاصہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بانہ یخص من شاء بما شاء من الاحکام۔ یعنی
 باب اس بیان میں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس
 حکم سے جس کو چاہیں خاص فرمادیں۔ امام قسطلانی نے اس کی نظیر میں پانچ واقع
 ذکر کئے اور امام سیوطی نے اُس پر مزید پانچ کا اضافہ کیا۔ حضرت مجددہ ماہِ حاضرہ نے
 پندرہ بڑھائے۔ میں ان میں چند واقعات بلا نقل عبارات بخیاں اختصار نقل
 کرتا ہوں اور ہر ایک حوالہ دیتا جاتا ہوں تاکہ جو چاہے اصل کتاب سے اصل عبارت
 کو دیکھ لے۔

(۱) حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے چہرہ مبینہ کی بکری کی قربانی آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جائز فرمادی اور فرمایا لن تجزی عن احد بعدئذ
 یعنی آج یہ اجازت سوائے کسی کے بے نہیں ہے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری
 میں اس حدیث کے نیچے ہے خصوصاً لا تكون لغیرہ اذ کان لہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم ان یخص من شاء بما شاء من الاحکام یعنی آنحضرت صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ خصوصیت حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی جو
 دوسروں کیلئے اس حکم کی بنا پر نہیں ہے کیونکہ آپ کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں خاص
 فرمادیں حدیث مذکور بخاری و مسلم میں حضرت برادر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ مروی ہے۔

(۲) ایک بار حضرت عقبہ ابن عامر کو بھی شمشاہی بکری کی قربانی کی اجازت آنحضرت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمائی یہ حدیث بخاری شریف و مسلم شریف و سنن
یہیقی میں مروی ہے۔ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ
اشعۃ اللمعات بشرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں احکام مفوض بود
یوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی شریعت سپرد تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
(۳۲) حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک جگہ نوحہ کرنے کی رخصت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دی یہ حدیث صحیح مسلم و سنن ابی و ترمذی و مسند امام احمد میں
مروی۔ امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں للشارع ان یخص من العوم
ما شاء یعنی شارع علیہ السلام کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہیں خاص فرمادے
(۳۳) ایکبار حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے نوحہ کرنے کی اجازت فرمائی اس واقعہ کو ابن مرویہ نے حضرت عبداللہ
بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(۵) ایکبار حضرت اسماء بنت عیسٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عدت و نفات شوہر کا سوگ
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاف فرمادیا یعنی چار مہینہ دس دن کے سوگ
کو جو واجب ہے اُن کے لئے صرف تین دن کا سوگ رکھایا واقعہ طبقات ابن سعد
میں ہے۔

(۶) ایکبار حضرت اسماء بنت یزید الفزاریہ کو بھی نوحہ کرنے کی اجازت آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے دی یہ حدیث ترمذی شریف میں ہے۔

(۷) ایک مرتبہ ایک صحابی کو مہر کی جگہ صرف سورۃ قرآن سکھا دینا کافی فرمادیا اور فرمایا
لا یکون الا حدیث عھل یعنی تیرے سوا اور کسی کے لئے یہ مہر کافی نہیں یہ واقعہ
ابن اسکن میں حضرت ابوالنعمان ازوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

(۸) ایک مرتبہ حضرت خزیمہ ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی کو ہمیشہ کیلئے شہادت
کا نصاب کامل فرمادیا اور آیہ کریمہ و اشھد و اذی عدل منکم سے اُن کو مستثنیٰ
فرمادیا یہ حدیث ابوداؤد و نسائی و طیحاوی و ابن ماجہ و مصنف ابن ابی شیبہ و تاریخ بخاری

وسند ابوالعلیٰ صحیح ابن خزیمہ و معجم کبیر طبرانی وغیرہ میں موجود ہے۔

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے لیے روزہ کا کفارہ یوں جائز فرمادیا کہ اپنے پاس سے ان کو سوا دو من کھجوریں عطا فرمائیں اور فرمادیا کہ خود کھاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلاؤ تمہارا کفارہ ادا ہو گیا یہ حدیث صحیح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اور صحیح مسلم میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور سند بزاز و معجم اوسط طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور دارقطنی میں حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے ہدایہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ سنن ابوداؤد میں امام زہری سے منقول ہے انما کان هذا من خصصة دوان من جلا فعل ذلك اليوم لعل یکن له بد من التكفیر یعنی یہ اجازت خاص اسی شخص کیلئے تھی اگر آج کسی پر کفارہ واجب ہو تو کفارہ ادا کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے امام جلال الدین سیوطی وغیرہ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔

(۱۰) ایک بار آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جوان صحابی حضرت سالم کو اجازت دیدی کہ ایک بی بی صاحبہ کا دوپٹا لیں اور اسی سے حرمت رضاعت ثابت فرمادی اس واقعہ کو صحیح مسلم و سنن نسائی و ابن ماجہ و مسند جمہیں روایت کیا ہے ^{ام سلمہ} یہ ام سلمہ و دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ما نزی لھن کا اکرا خصصة ارخصھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لسانم خاصۃ یعنی ہمارا یہی احقق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص سالم کی کوئی اجازت دی تھی نیز یہ حدیث طبقات ابن سعد و حاکم میں بھی موجود ہے۔

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن ابن عوف اور حضرت زبیر ابن عوام کو جن کے بدن میں سوکھی کھجلی تھی رشتین کپڑے پہننے کی اجازت عطا فرمادیا یہ حدیث صحیح ستہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

(۱۲) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

کو جنابت کی حالت میں بھی مسجد نبوی میں رہنا جائز فرمادیا اس حدیث کو ترمذی و ابوالعلی و بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور مسند رک حکم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کے متعلق بیان نقل فرمایا ہے -

(۱۳) مخدرات اہلبیت پاک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت عذر مانہ مسجد نبوی میں آنا جائز فرمادیا یہ حدیث معجم کبیر طبرانی و سنن بیہقی و تاریخ ابن عساکر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے -

(۱۴) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت برابر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہننی جائز فرمادی یہ واقعہ ابن شیبہ نے بسند صحیح ابوالسفر سے روایت کیا ہے -

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سالفہ سے حضرت سراقہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سونے کے کنگن پہننے کی یہ حدیث لائل النبوت بیہقی میں مروی ہے :-

(۱۶) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغیر حاضری جہاد مال غنیمت کا مستحق فرمادیا اور عطا فرمایا یہ حدیث صحیح بخاری و ترمذی و سنن امام احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے -

(۱۷) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی رعایا سے تحفہ لینا جو رجب کے ایسے حرام ہے حلال فرمادیا یہ واقعہ کتاب الفتوح میں منقول ہے (۱۸) وہی نماز معاف کرنے کا واقعہ جو جواب سوال اول میں گزرا -

(۱۹) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اجازت دی کہ اپنے بیٹے کا اؤر کنیت وہ رکھیں جو حضور کا نام اور کنیت ہے اس حدیث کو امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و ابوالعلی و حاکم و طیحاوی و بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے -

(۲۰) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابیہ کو احرام میں شتر طرگا لینا جائز فرمایا

کہ جب اثنار حج میں معذور ہو جانا تو احرام سے نکل جانا حالانکہ یہ کسی دوسرے کیلئے جائز
 نہیں ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مسند امام احمد و سنن نسائی و صحیح ابن
 حبان میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور مسند امام احمد و صحیح مسلم
 والہ و او و نور مذی و ابن ماجہ و ابن خزمیہ و ابو نعیم ہیثمی میں حضرت ضیاعہ بنت زبیر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ہیثمی و ابن منذہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا سے مروی ہے اور اس قسم کی حدیثیں جن میں حضور نے فرمایا کہ اگر ادرت پر گرائی
 کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز میں مسواک کرنا و ادب کر دیتا یا نماز عشا کا وقت تنہائی
 رات تک مٹھا دیتا یا صحابہ کا بیان کہ اگر مسافر کیلئے موزوں پہنچ کر نے کی اجازت
 تین دن سے زیادہ کیجاتی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطا فرمادیتے۔ یہ کثرت
 کتب حدیث میں بہ سند صحیح مروی ہیں جنکی تفصیل کا بنیال اختصار یہ مقام تحمل نہیں
 ہے اور جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہی تعلیم
 تھی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی عقیدہ تھا کہ قانون اسلام
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد ہے جس کو چاہیں حکم دیں اور جس کو جس
 سے چاہیں روک دیں اسی طرح ایسی حدیثیں جن میں آیا ہے کہ امر رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم یا قضی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا عفی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہیں جنکا شمار نہایت دشوار ہے اور جن
 صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ارشاد نبوی کا ہر امر و نہی قانون اسلام ہے اسی لئے آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسما طیبہ سے شارع علیہ السلام بھی ہے اور شارع
 کے معنی ہی شریعت ساز کے ہیں۔ تو اب سوال دوم کا جواب یہ ہوا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریعت پر اختیار ہے اس اختیار کا بیان قرآن شریف
 میں بھی ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے تصریحات آئمہ میں بھی ہے یہی صحابہ
 کرام کا عقیدہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس فضیلت و ائکار کرنا ملحق
 و نابیوں کی بدعت ضلالت ہے اس پر مستفتی کا یہ شبہ کرنا کہ شیعہ آئمہ اہلبیت کو بھی

یہی اختیار دیتے ہیں۔ لہذا ہم اُن کی ضد میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی یہ خدا داد اختیار نہ دیں گے نہایت شرمناک جرم اور فسوسناک جاہلیت ہے۔ مستفتی کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ بطنان مذہب شیعہ کی ایک جہ یہ بھی ہے کہ وہ ائمہ اہلبیت کو ایسے اختیار دیتے ہیں جو اللہ اور رسول کیلئے خاص ہیں اگر مستفتی کی یہی ضد قائم رہی تو خطرہ ہے کہ آج تو شائع علیہ السلام کے شائع ہونے سے انکار کر دیا کل کہیں یہ نہ کہہ دے کہ چونکہ شیعہ ائمہ اہلبیت کو اختیار شرعی دیتے ہیں لہذا میں اللہ تعالیٰ کو بھی اختیار نہیں دیتا تاکہ شیعوں سے ضد پوری پوری ہو جائے۔ - لاحول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم پر اے شگون پر اپنی ناک کٹوانی اسیکو کہتے ہیں اور شیعہ کو مستفتی نے حضرات شیعہ لکھ کر خود اپنی جماعت کو دکھ پوچھا یا اس کا ذمہ دار خود مستفتی ہے۔ - جس طرح کہ اہلسنت و جماعت کو اہلسنت و الجماعت لکھ کر دو عدو جہالتوں اور آخر استفتا میں صرف انگریزی تاریخ بلا وجہ لکھ کر پیروی سنت نصاریٰ کا ذمہ دار خود مستفتی ہی ہے :- اللہم احفظنا من الجھل والجھال :-

ضروری ہدایات

اللہ تعالیٰ کو تو تمام شریعت پر ترجیح کا اختیار بالذات ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کچھ اختیار ہے وہ اللہ کی عطا ہے اور اللہ تعالیٰ جس طرح محتاج ہے کہ خود اپنا حکم جب چاہے منسوخ فرمادے اسی طرح وہ محتاج ہے کہ اپنے نبی کا حکم برقرار رکھے یا مسترد فرمائے یعنی حکم نبوی کا واجب التعمیل ہونا حق امت میں ہے کہ اگر حکم نبوی کو اللہ تعالیٰ نے مسترد نہ فرمایا تو امت کیلئے واجب التعمیل ہے۔ لہذا آیہ یا ایہا النبی لم تحرم الا یہ - وغیرہ سے مسئلہ اختیار نبوی پر کوئی خلاف اثر نہیں پڑتا۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مستفتی نے نماز معاف فرمانے پر غصہ میں صرف نسخ کا بے محل اور لغو و مہمل شبہ کیا لیکن جس جماعت سے مستفتی کا باب عقائد میں تعلق ہے اس کے امام و پیشوا یعنی عہد الشکور صاحب لکھنوی سابق اڈیٹر النجم نے

جب اس حدیث کو سنا تو یہ کہل اذیریت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
 بے لکنت زبان سے لفظ ”عبد باغی“ یعنی بندہ سرکش سے تعبیر کیا اور اس لفظ
 کو لکھ کر اپنی دستخط کے ساتھ مناظرہ کچھوچھو شریف میں میرے حوالہ کر دیا جو بعد
 مناظرہ کچھوچھو شریف میں مدت ہوئی کچھپ چکا ہے اور جس کی اصل محفوظ ہے ۶
 حال ایمان کا معلوم ہے بس جلنے دو کا حول و کافوتہ الا باللہ العلی العظیم
 اسی قسم کے دوسرے کفریات اور بارگاہ نبوی میں گستاخیاں ہیں جن کی بنا پر عرب
 و عجم کے علماء اسلام نے بالاتفاق فرمایا کہ ان لوگوں کو اسلام سے کوئی واسطہ نہیں
 ان کے پاس بیٹھنا ان کے ساتھ کھانا پینا ان کی اعادت کرنا ان کے پیچھے نماز پڑھنا
 ان کے جنازہ پر نماز پڑھنا سخت حرام اور گناہ ہے مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت
 فرمائے کہ وہ دشمنانِ عظمت رسول کو اپنے دشمنوں سے زیادہ بدتر جانیں۔
 وتمام التفصیل فی الکتب المبارکۃ الا من والعلی و عسماں المحرمین والصلوات
 الحسنیہ ہذا اما عندی والعام عند اللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم
 وعلیہ السلام وعلیہ السلام وعلیہ السلام چونکہ اس تحریر نے باوجود اختصار رسالہ کی اختیار
 کی لہذا اس کا نام التحقیق البارع فی حقوق الشارح رکھا والحمد للہ الاول والاخر
 ابوالمحامد سید محمد الاثر فی الجیلانی غفرلہ کچھوچھو مقدمہ ضلع فیض آباد
 ۱۶ صفر المظفر یوم دو شنبہ مبارک ۱۳۵۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِشَارِ اللہ فاضل مجیب حضرت مولانا سید محمد صاحب قبلہ مدظلہ نے نہایت ہی
 مدلل و محقق و دقیق جواب ارشاد فرمایا اس مسئلہ کے متعلق تمام پہلوؤں پر کافی روشنی ڈالی
 تعجب ہے کہ مسلمان اس قاعدہ کا کیوں کر انکار کرتے ہیں تو ہمارا اسلام ہے اگر حضور
 انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو احکام شریعت میں صاحب اختیار نہ مانا جائے تو اسکے
 معنی یہ ہوں گے کہ صرف قرآن ہی سے مسائل حاصل کئے جائیں نہ کہ حدیث سے کیونکہ

اگر غور کیا جائے تو حدیث فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا تو نام ہے وہاں ہر جگہ یہی آتا ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر حضور کو شریعت میں اختیار نہیں ہے تو اس قسم کے احکام واجب العمل نہ ہونے چاہئیں معاذ اللہ حقیقت یہ ہے کہ احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در حقیقت احکام خداوند تعالیٰ ہی ہوتے ہیں اور انکا فرمان فرمان الہی ہوتا ہے وما ینطق عن الھوئی ان ھو اکا وحی یوحی کے عموم نظم کا یہی تقاضا ہے اسی لئے اصولیہ حدیث و قرآن میں صرف اتنا فرق کرتے ہیں کہ قرآن وحی متلو ہے اور حدیث وحی غیر متلو یعنی وحی دونوں میں مگر فرق یہ ہے کہ قرآن کی نماز میں تلاوت ہوتی ہے حدیث کی نہیں۔ نسخ قرآن یا حدیث اور نسخ حدیث بالقرآن جائزہ ملکہ واقع ہے۔ سائل نے شبہ کیا ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شارع مانا جائے تو تشبہ بالارواح فی لازم آئے گا تعجب ہے کہ اسکا دماغ اوند ہا مل رہا ہے بلکہ حضور کو شارع نہ مانا جائے تو فرض کو تقویت پہنچتی ہے روافض یہی کہتے ہیں کہ چونکہ تقسیم میراث قرآن شریف سے ثابت ہے اسلئے حضور کی تمام املاک ملی مالک حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہونی چاہئیں اس کے جواب میں یہی کہا جاتا ہے کہ چونکہ حدیث میں آگیا کہ ہم کسی کے مورث نہیں ہیں اسلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس حکم سے مستثنیٰ ہیں غرض کہ اس قاعدہ کا انکار کرنے سے احادیث سے اعراض لازم آتا ہے۔ اور احکام اسلامی بہت سے ختم ہو جاتے ہیں اس لیے اسکا انکار بڑی بے دینی اور گمراہی ہے خداوند تبارک تعالیٰ مسلمانوں کو گمراہوں اور گمراہیوں سے بچائے اور حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا مولینا محمد وآلہ اصحابہ اجمعین برحمتہ ہو ارحم الراحمین

(مولینا مفتی) احمد یار خاں مدرس اول جامعہ اشرفیہ کچھوچھو -

فخر الہند استاد العلماء الحاج مولانا مفتی نعیم الدین
صاحب مراد آبادی کی تائید

ہمچر حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے اور حضور کی اطاعت ہی اللہ کی فرمانبرداری ہے۔ یہ قال اللہ تعالیٰ من طيع الرسول فقد اطاع الله ومن تولي فمما اسلطنا عليهم حفيظا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شارع ہیں احکام آپ کی مفوض ہیں پروردگار عالم نے آپ کو اختیار دیا، بکثرت احادیث اس پر دال ہیں۔ علماء کرام و ائمہ اعلام نے اس کی تصریحات فرمائی ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مائتہ حاضرہؒ نے اپنی تصانیف میں اس مسئلہ کو شرح و بسط کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ دیکھو سلطنت المصطفیٰ اور الامن والعلي۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نعیم الدین

ملفوظات امیر اکبر (رجسٹرڈ) لاہور

三

محمّد قطّاب، قصص، اشراف

1.

(منقده فليپز هو لاهور)

عظیمین کانفرنس ۱۹۹۶ء

مقالہ

میلادِ نبوی

ﷺ

نورِ نبوتِ مصطفیٰ ﷺ بر ساریہ ۲۰ بواکِ تراکِ سامعِ کرب



ﷺ

محکم دُور

کتابخانہ

خوبصورت جلد

ضخامت = ۱۹۲ صفحات، ہدیہ ص ۶۰/۶۰ روپے

ملنے کا پتہ

۲۵ نشر روڈ

لاہور

رضا دارالاشاعت

شبیر برادرزادہ بازار لاہور

مکتبہ قادریہ، گنج بخش روڈ، لاہور